یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کے دن وزیر بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار ہمہ محصول ڈاک

سالانہ ششماہی

عام خریداران ممالک بیرون سے -- دس شلنگ - چھ شلنگ

عام سے - - - - - - چھ روپے تین روپے

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق نصف

بغیر چندہ سالانہ یا ششماہی وصول ہوئے اخبار جاری نہ ہوگا

نمونے کا پرچہ آدھ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔

شرح اجرت اشتہارات و مضامین مفید

تجارتی اشتہارات کی اجرت بندیہ خط و کتابت فیصل ہوگی۔

مضامین مفید عام اور خبریں مفت درج کیجائینگی۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہئے روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری کے ذریعہ بھیجنا چاہئے۔ ورنہ مطبع ذمہ دار نہ ہوگا

Registered No: d: 25

جلد ۶ | امرتسر | ۸ جمادی الاولی ۱۳۱۸ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ | نمبر ۲۳

وکیل

امرتسر مطبوعہ ۸ جمادی الاولی ۱۳۱۸ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۰۰ء یوم دوشنبہ جلد ۶ نمبر ۲۳

اردو ڈیفنس کانفرنس

لکھنو کی روئداد اور نواب محسن الملک پریسیڈنٹ جلسہ کی تقریر کا خلاصہ پچھلے ہفتہ درج ہو چکا ہے۔ بلحاظ تعداد شرکاء جلسہ وڈیلیگیٹ صاحبان جلسہ مذکور میں بلاشبہ توقع سے بڑھکر کامیابی ہوئی ہے صوبجات متحدہ کے ہر مشہور ضلع سے ۱۸ اپریل کے ریزولیوشن سے عام ناراضی کے اظہار کے لئے معقول تعداد میں اہل الرائے اور پبلک کو نائب شریک ہونے۔ بلکہ پنجاب کے اکثر اضلاع سے بھی وہانکی مقتدر انجمنوں کیطرف سے ڈیلیگیٹ بھیجے گئے۔ اور اگرچہ اس اندیشہ موہومہ نے اکثر بڑے بڑے زمیندار وں کو شریک جلسہ ہونے دیا کہ گورنمنٹ کو یہ امر پسندیدہ نہیں۔ پھر بھی کئی معزز مسلمان تعلقہ داروں نے اس قومی بلکہ ملکی معاملہ میں پوری پوری دلچسپی لی۔ اس میں شامل ہوئے۔ بلکہ مذہب اور قومیت کے لحاظ سے بھی کوئی فرقہ ایسا نہ تھا جسکا نائب اسمیں موجود نہ تھا۔ یورپین اور ہندو اصحاب کے علاوہ مسلمانوں کے ہر فرقہ وملت سنی۔ شیعہ۔ مقلد و غیر مقلد وغیرہ وغیرہ کے سربرآوردہ اعیان اور مذہبی مقتدا اپنی مادری زبان کی حفاظت کے لئے دلی جوش سے اسکی حمایت کرنیوالی جلسہ میں شامل ہوئے۔ اور اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اگر سر انٹونی میکڈانل اس جلسہ کو ایکدفعہ اپنی آنکھ سے دیکھ لیتے تو انکو اپنے اس بیان کی غلطی کا فوراً اعتراف ہو جاتا کہ صرف بعض مسلمان انکی ریزولیوشن کی مخالفت کر رہے ہیں جلسہ میں جسقدر تقریریں ہوئیں۔ وہ چند ایک کے سوا فی الجملہ قابل تعریف اور مناسب موقع تھیں نواب محسن الملک کی جادو بیانی مسلمہ ہے۔ انکی تقریر نے سامعین پر جو سحر کیا سب ایک رنگ میں ڈوبے ہوئے اور پہلے ہی سے مقرر کے ساتھ معاملہ زیر بحث پر کامل اتفاق رکھتے تھے۔ ایسا سحر تاثیر اثر پیدا کیا۔ کہ دوران تقریر میں جبکہ مقرر کا دریا رفصاحت و بلاغت خوب روانی پر تھا ہر شریک مجلس کی زبان سے بے اختیار نعرہ ہائے استحسان و تعریف بلند ہو رہے تھے۔ نواب ممدوح نے سب سے اول اس امر پر بحث کی۔ کہ مسلمانوں نے پولیٹکل ایجی ٹیشن سے محترز رہنے کی قدیم پالیسی کو ہرگز نہیں چھوڑا۔ اور وہ بدستور اس پالیسی کے بانی مبانی سرسید مرحوم کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ لنبی چوڑی اور ناقابل سماعت پولیٹکل حقوق ملنے کا مطالبہ کرنا اور چیز ہے اور اپنے موجودہ حقوق و مراعات کے قیام کی التجا کرنا دوسرا امر ہے۔ اور انمیں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ ہم نے اردو کی حفاظت کے لئے ٹھیک انہیں وسائل کو اختیار کیا ہے۔ جو سید مرحوم نے ۱۸۶۳ء میں کئے تھے۔ اس سال سید مرحوم کو جب معلوم ہوا کہ ہندو سرکاری دفاتر میں دیوناگری حروف کو رائج کرنیکے لئے گورنمنٹ کی خدمت میں درخواست دینے کا ارادہ کر رہے ہیں تو انہوں نے ایک مرکزی کمیٹی قائم کرنیکے لئے فوراً الہ آباد میں ایک مجلس منعقد کی۔ خود اسکے سکرٹری بنے ہر ضلع میں اسغرض کے لئے سب کمیٹیاں قائم کی گئیں اور ایک زبردست سرکلر دیوناگری حروف کے استعمال کے برخلاف تیار کر کے شائع کیا گیا۔ جب صرف احتمالی صورت کے انسداد کے لئے اس زور شور سے احکام صادر ہو چکے ہیں۔ کیا ہم آئین و سائل سے کام لینے میں بالکل حق بجانب نہیں؟

نواب ممدوح نے دونوں قسم کی ایجی ٹیشن میں جو فرق بتایا ہے۔ وہ بالکل ٹھیک ہے لیکن جس تدبیر سے ہم بمجبوری کام لے رہے ہیں وہ بھی ایجی ٹیشن ضرور ہے۔ اور ایک قسم کی ایجی ٹیشن سے دوسری قسم کی ایجی ٹیشن تک ترقی کر جانا تقریباً یقینی امر ہے۔ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے مسلمان ایسا کرنیکے لئے بالکل مجبور و معذور تھے۔ جب حاکم صوبہ انکی ڈپوٹیشن کو شرف باریابی عطا کرنے سے انکار کر دے۔ کل ملک کا نائب السلطنت انکی عرضداشتوں کا انتظار کرنا مناسب نہ سمجھکر خلاف معمول فی الفور احکام صادر کر دے اور انکی متفقہ صدا کی اسقدر بھی پروا نہ کیجائے جسقدر کہ مسٹر رومیش چندروت یا انکی جماعت کے کسی اور فرد واحد کی تنہا آواز کی کیجاتی ہے

تو مسلمانوں کی پاس اسکو سوا اور کیا چارہ ہو سکتا تھا۔ گورنمنٹ کی بے توجہی کے علاوہ اس مجبوری کا ایک اور قوی باعث یہ ہوا کہ اب ہم میں سرسید ایسا کوئی سردار قوم موجود نہیں یا کم از کم گورنمنٹ کی رائے میں موجود نہیں جسے گورنمنٹ کی نظر میں کامل وقعت و عزت حاصل ہو۔ اور اس اکیلے کی رائے لاکھوں کی رائے کے برابر عظمت و وقار رکھتی ہو۔ بنا بریں اندیشہ ہے کہ اگر مسلمانوں میں پھر کسی کو جلد ویسی ہی عزت و وقعت گورنمنٹ کی نظر و دل میں حاصل نہ ہوئی۔ اور ادھر گورنمنٹ کی بعض سرکردہ عہدہ داران کی بے توجہی کا یہی عالم رہا تو سرسید مرحوم کی پالیسی مشکل قائم رہ سکیگی اور مسلمان اسطرح آہستہ آہستہ بالغلب و جوہ دوسری قسم کی ناپسندیدہ پولیٹیکل ایجی ٹیشن کے بھنور میں بھی مبتلا ہو جائینگے۔ یہ امر اگرچہ نہایت ہی قابل افسوس ہوگا۔ لیکن بمقتضائے بشریت انکار و کما تقریباً محال ثابت ہوگا۔

اسکو بعد نواب ممدوح نے اس امر پر بڑا زور دیا کہ سرانٹونی میکڈانل نے یہ احکام محض نیک نیتی سے اور بزعم خود رعایا کے حصہ کثیر کی آسانی کے لئے نافذ کئے ہیں۔ بعض لوگوں نے انپر جو یہ اعتراض کیا ہے کہ وہ دوسرے فرقوں کو نقصان پہنچا کر ہندوؤں کی رعایت کرنا چاہتے ہیں۔ یہ اعتراض گرم جوشی میں انکی زبان و قلم سے نکل گیا ہے اور اسکے فروہونے پر وہ خود ہی قائل ہو گئے ہونگے کہ انکا یہ اعتراض بالکل غلط ہے۔ پہلا ریزولیوشن کا مضمون بھی یہی ہے اسی ضمن میں نواب ممدوح نے گورنمنٹ کے منصفانہ نظم و نسق اور عدالت پروری کی توضیح کر کے عام یقین ظاہر فرمایا کہ گورنمنٹ کبھی خود غرضی یا کسی خاص فرقہ کی بیجا طرفداری کی تحریک سے کوئی کارروائی نہیں کرتی +

گورنمنٹ من حیث المجموع بیشک اس سچی تعریف کی مستحق ہے لیکن گورنمنٹ کی ماتحت ہر عامل عہدہ دار کو کبھی فرشتہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ اور باقتضائے بشریت خاص اس قسم کی کمزوری کا انمیں سے کسی ایک میں موجود ہونا ناممکنات سے نہیں۔ سرانٹونی میکڈانل کا یہ حکم غالب قیاس نہیں بلکہ یقینی امر ہے کہ محض نیک نیتی پر مبنی تھا لیکن ساتھ ہی یہ مسلمہ امر ہے کہ وہ شمالی ہندوستان کی ملکی زبان۔ عام ملکی ترقی اور مسلمانوں کے حق میں سم قاتل سے کم تاثیر نہیں رکھتا۔ اور کہ اس موقعہ پر نیت سے مطلق بحث نہ تھی بلکہ صرف حکم مذکور کی تاثیر سے نیت کا ذکر کرنا ایک طرح سے بالکل فضول تھا اور ایک لحاظ سے مضرت سے بھی خالی نہ تھا۔ سرانٹونی میکڈانل نے شروع شروع میں یہ حکم خواہ کیسی نیت صادقہ سے صادر فرمایا ہو انکو اب بعد اظہار یہ ثابت کر دیا ہے کہ انکو اپنے حکم کے مضر نتائج کا قائل بنانا آسان امر نہ ہوگا ایسی صورت میں اردو ڈیفنس کانفرنس کا یہ بلا شرط اعتراف اگر صاحب ممدوح کو اپنی رائے پر اور زیادہ پختگی کے ساتھ قائم ہو جانیمیں مدد دے تو کسیکو تعجب نہیں ہوگا صداقت اور وفاداراانہ جوش عقیدت و خلوص بیشک ایسی اعتراف کے مقتضی تھی لیکن مقدمہ کو کامیابی سے چلانیکا یہ طریق نہیں۔ اور ایسے دو متضاد اقتضاؤں کی درمیان مصلحت وقت یہی تھی کہ نیت کی بحث کو جبکا فی الواقع کوئی تعلق نہ تھا علیحدہ رکھکر فقط حکم مذکور کی عام و خاص مضرتوں کی توضیح کو مدنظر رکھا جاتا۔ کنور لطف علی خان کی علیحدگی کی اصل وجوہات کو جو نواب ممدوح کے ذہن میں تھیں۔ اگر پردہ اخفا میں رکھنے کی بجائے صاف صاف ظاہر کر دیا جاتا۔ تو غالباً اردو کے حامیوں کے مقاصد کے لئے زیادہ مفید ہوتا غالباً جیسا کہ نواب صاحب نے آگے چلکر اکثر بڑے آدمیوں کی علیحدہ رہنے کے متعلق ارشاد فرمایا انہوں نے اس مسئلہ پر بھی وہی فصاحت سے ذکر کرنا قرین مصلحت تصور نہ کیا ہوگا جسقدر کہ وہ اسکی ضرورت کو محسوس فرما رہے تھے۔ لیکن یہ خاموشی اس عادت سے کچھ ہی کم قابل اعتراض ہے جسپر نواب ممدوح نے سید صاحب کی رائے پڑھکر سنائی تھی +

مگر سب سے اہم اور نہایت غور کے قابل تقریر کا وہ حصہ ہے جس میں نواب صاحب نے شاید نظر بر حالات و مصلحت وقت بیان فرمایا کہ اگر ریزولیوشن کی تشریح کر دیجائے کہ ناگری حروف کی استعمال کی صرف ان دہقانیوں کو اجازت ہوگی جو ناگری کے سوا اور کسی قسم کی تحریر پر قادر نہ ہوں اور یہ لوگ اپنے ہاتھ سے عرضیاں لکھکر بذات خود بلا توسط وکلاء عدالت میں پیش کریں۔ تو ریزولیوشن کی مضرتیں بہت کم ہو جائینگی۔ اور تمام مخالفت ختم ہو جائیگی ہمیں افسوس کے ساتھ نواب صاحب کے اس بیان سے اختلاف رائے کرنا پڑتا ہے۔ اور یہ یقینی امر ہے کہ ناگری حروف کی استعمال کے مخالفین کا حصہ کثیر اس اختلاف میں ہم سے اتفاق رکھتا ہے۔ اس اظہار سے نواب ممدوح نے حامیان اردو کی تمام کوششوں پر ایکطرح سے پانی پھیر دیا۔ اور ریزولیوشن کے نفاذ پر پوری رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ کیونکہ خود گورنمنٹ کو بھی آخر ریزولیوشن کی یہی تشریح کرنی پڑتی۔ اسکے بغیر عدالتی کاروبار کا چلنا ہی مشکل ہو جاتا۔ نواب صاحب کو اس رضامندی کے اظہار کیوقت غالباً یہ خیال نہ رہگیا۔ کہ مسلمان صرف اپنی زبان کی حفاظت کے لئے ہی ریزولیوشن کی مخالفت نہیں کر رہے بلکہ اسکے اس ضمنی حکم کیوجہ سے بھی کہ آئندہ صرف وہی لوگ عملہ میں بھرتی ہو سکینگے۔ جو ناگری اور اردو دونوں میں لکھنے پڑھنے کی کافی مہارت رکھتے ہوں اس حکم کو وہ اپنی روزی کے وسیلے کا بند اور مسلمانوں کی لئے ملازمت کے دروازہ کو تقریباً مسدود کر دینیوالا سمجھتے ہیں۔ اور یہ سمجھنے میں وہ ہرگز غلطی پر نہیں۔ اردو مسلمانوں یا ہندوؤں میں سے کسی کی خاص زبان نہیں۔ بلکہ شمالی ہند کے تمام باشندوں کی مادری زبان ہے۔ اور اسکی تحصیل سے کسیکو کسی طرح کی عار نہیں۔ اور جن لوگوں نے اسکی کتابی طور پر نہیں سیکھا۔ انکی زبان بھی خواہ وہ ہندو ہوں یا مسلمان شہری ہوں یا دیہاتی یہی اردو یا اسکی فروعات ہیں۔ فرق صرف تلفظ وغیرہ کا ہے لیکن دیوناگری سیکھنے سے مسلمانوں کو بالطبع نفرت ہے۔ وہ بآسانی اسکی تحصیل پر راغب نہیں ہونگے اور تاوقتیکہ ضروریات زمانہ انکی جہالت و نفرت پر غالب آکر انکو انگریزی کی طرح ناگری کی تحصیل پر آمادہ کر سکیں یہ شیانہ ملازمت کا میدان انکی لئے بالکل بند ہو گیا ہوگا۔ اور اسوقت انکا اس زبان اور اسکے حروف کی استعمال کو سیکھنا نہ سیکھنا یکساں ہوگا۔ ریزولیوشن کی نفاذ کو خواہ کتنے ہی تنگ دائرہ میں محدود کر دیا جائے اسکے قائم رہنے کی صورت میں عملہ والوں کے لئے دونوں زبانوں میں ماہر ہونیکی شرط کا قائم رہنا لازمی امر ہے۔ اور اس شرط کے قائم رہنے کی صورت میں مسلمانوں کا ممنوع الملازمت ہو جانا بالکل یقینی ہے۔ یہ درست ہے کہ نواب صاحب نے اپنی رضامندی کو کئی شرطوں کے ساتھ مشروط کیا ہے لیکن یہ شرطیں ایسی نہیں ہیں کہ انکی موجودگی میں کسی محکمہ میں کوئی ناگری عرضی گذر ہی نہ سکے اور جب سال بھر میں کسی محکمہ میں دو ہی عرضیاں ویسی گذریں تو اہل عملہ کے لئے ان حروف کا علم ضروری ہو گیا۔ عرضی دہندہ کو ناگری میں خود عرضی لکھکر دینے سے صرف ان چند پیسوں کی بچت ہوگی۔ جو اردو میں لکھانیکی صورت میں اسے عرضی نویس کو دینی پڑتی۔ عرضی دہندہ دہقانی کو کوئی یہ کوئی چنداں بڑی بچت یا رعایت نہ ہوگی۔ جو شخص عدالت میں داد خواہی کے لئے آئے۔ وہ ضرور اسکے تمام اخراجات و مصارف کا بندوبست کر کے آتا ہے۔ اسٹامپ یا کورٹ فیس اور نذرانوں کی رقم پر اگر چند پیسے ایزاد ہو گئی تو اسے کوئی بڑی زیر باری نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی شخص اعتراض کرے کہ ممکن ہے کہ سائل کے پاس جو ناگری جانتا ہے چند پیسے ہی نہوں اور ایسی صورت میں ناگری کی اجازت نہ ہونیکی وجہ سے اسکو عرضی داخل کرنیسے باز رہنا پڑیگا کسی داد خواہ کی نسبت ایسا خیال تک کرنا اول تو انگریزی حکومت کے برخلاف ایک سخت حملہ ہوگا کہ اسکے عہد میں دہقانی ایسے قلاش ہو گئے ہیں۔ کہ ضرورت کیوقت چند پیسے بھی نہیں نکال سکتے۔ دوم یہ حقیقت عام مشاہدہ اور دنیاوی کاروبار کے روزمرہ چلن کے معائنہ سے بالکل مستحیل اور عدیم المثال ثابت ہوگی۔ قلاش سے قلاش کو۔ اور خاصکر ایسی صورت میں جبکہ وہ مظلوم ہو۔ پیسے جھوڑ آنے اور روپئے اخراجات داد خواہی کے لئے بآسانی قرض بالطور خیرات مل سکتے ہیں۔ اور اس قسم کی سیکڑوں مثالیں ہمیشہ مشاہدہ ہوتی رہتی ہیں۔ پس ایک ایسی موہوم آسانی کیلئے رعایا کی ایک عظیم کثیر کو ملازمت سے محروم کر دینے والی تدبیر کو اختیار کرنا کبھی صحیح اصول حکمرانی کے مطابق نہیں ہو سکتا اور نہ اس تدبیر پر رضامندی ظاہر کرنیوالے کے ساتھ قوم کبھی اتفاق کر سکتی ہے۔ یہ رضامندی فقط نواب صاحب ممدوح کی ذات واحد کی حد تک ہے اس میں قوم یا حامیان اردو انکے ساتھ شریک نہیں۔ یہ سوال کانفرنس میں باضابطہ ریزولیوشن کی صورت میں پیش نہ منظور ہوا ہے۔ اگر یہ مسئلہ کانفرنس میں پیش ہوتا تو یقیناً وہ کثرت رائے سے مسترد کر دیا جاتا۔ نواب ممدوح نے صرف ایک پہلو پر غور فرمایا۔ اور یہ چاہا کہ کسی طرح یہ معاملہ جلد طے ہو جائے کچھ نواب لفٹنٹ گورنر نرمی اختیار فرمادیں۔ اور کچھ حامیان اردو نرم ہو جائیں۔ اور اسطرح بمصالحت یہ عقدہ حل ہو جائے۔ اگر وہ ملازمت کی پہلو کو ہی مدنظر رکھ لیتے۔ تو یہ بظاہر شرطیہ۔ مگر در اصل کامل رضامندی ہرگز ظاہر نفرماتی۔ بہرحال ہیز ایکسیلنسی مرتب کرنیوالے کا کامل یقین ہے کہ وہ کوئی ایسی رضامندی اپنی عرضداشت میں ظاہر نکرینگے اور ریزولیوشن کی کلی مخالفت پر قائم رہکر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر کو بھی ذہن نشین کرانیکی کوشش کرینگے کہ ۱۸ اپریل کا ریزولیوشن سراسر مضر و نقصان رساں ہے۔ سرکاری کاروبار و دہقانی رعایا۔ یا اہل عملہ کسی کے لئے مفید نہیں۔ اور مضرت رساں اکثر کے لئے ہی ہم امید کرتی ہیں نواب محسن الملک بہادر بھی اس مسئلہ پر دوبارہ غور فرما کر جمہور کی رائے سے اتفاق کرینگے اور عرضداشت مرتب کرنیوالوں کو بھی مشورہ دینگے جو اوپر گذارش کیا گیا ہے۔

جلسہ کانفرنس کے منتظمین اور میزبانوں کے حسن انتظام مہمان نوازی اور مدارات حسنہ بالخصوص مسٹر حامد علی خان صاحب بیرسٹرایٹ لا اور منشی احتشام الدین خان صاحب کی مساعی جمیل کے کل مہمان اور تمام قوم سچے دل سے مشکور اور معترف ہے خداوند کریم اس جلسہ کو نتیجے و مدعا کے لحاظ سے بھی ویسی ہی کامیابی عطا فرماوے جیسی کہ اسکے اجتماع میں ہوئی ہے۔

مسودہ قانون انتقال اراضی پر ہماری مکرم دوست مسٹر محمد شفیع صاحب بیرسٹر رئیس باغبان پورہ نے پچھلے چند آرٹیکل پنجاب آبزرور لاہور میں شائع کر کے جدید مسودہ اور سر ہرنام سنگھ صاحب کی مخالفت پر بحث کی ہے جسمیں ایسے

(علمدیں)

باخبر زمیندار کیطرف سے رہن کی جدید مجوزہ صورت کو متعلق ایک لفظ تک نہ دیکھکر سخت تعجب پیدا ہونا طبعی امر تھا۔ اگر مسودہ کے مطالعہ کیوقت اس جدت کیطرف انکو خیال نہوا تھا۔ تو کیا اس امر سے بھی انکی توجہ اُسطرف رجوع نہوئی کہ کنور ہرنام سنگھ کی مخالفانہ تحریر میں مسودہ کی اگر کوئی تجویز الزام و اعتراض سے بچی ہی ہے تو وہ فقط اس رہن کی تجویز ہے لیکن اس تجویز میں بھی راہن کو ہر وقت فک کا اختیار حاصل ہونیکی جو ایک شرط زمیندار کے حق میں مفید تھی۔ اسپر برابر اعتراض کیا گیا۔ اس رہن سے زمیندار کو جسقدر نقصان پہنچنے کا قوی اندیشہ ہے۔ اُسکی تشریح ۲۰ اگست کے اخبار میں کیگئی ہے۔ اور اسمیں کوئی کلام نہیں کہ اگر یہ تجویز منظور ہوگئی تو مسودہ کا اصل مقصد و مدعا بالکل مفقود ہو جائیگا حالانکہ رعایا کی بہتری اور خیر خواہی اس امر کی مقتضی ہے کہ زمین کے انتقال کے اختیار کو محدود کرنیکی اصول کو فسطاطبقہ زمینداران پر محدود نہ رکھکر ہر قسم کی مالکان اراضی پر بھی وسیع کر دیا جائے۔ اور خالص زمیندار کو اپنی ہم قوم مالک اراضی کے پاس یا غیر کاشتکار مالک کو بھی خاص ضرورت اور اجازت کے بغیر انتقال کا اختیار نہ دیا جائے۔ اور ایسی ضرورتوں اور حصولوں کی تشریح کر دیجائے جن میں اجازت دیجا سکیگی۔ کیونکہ گو زمیندار گورنمنٹ کی بہت زیادہ اور کئی طرح سے خدمت کرتے ہیں۔ لیکن رعایا کا دوسرے طبقے بھی آخر اسی ملک کے فرزند اور گورنمنٹ کی مربیانہ شفقت و نگرانی کے ویسے ہی مستحق ہیں جیسے کہ زمیندار۔ اور یہ امر گورنمنٹ سے مخفی نہیں ہے کہ محض انتقال کا کامل اختیار حاصل ہونیکی وجہ سے غیر زمیندار طبقہ کو مالکان اراضی کی خاندان خالص زمیندار ان خاندانوں سے نسبتاً کچھ کم تعداد میں بادو معدوم نہیں ہوئے اور ہو رہے ہیں زمینداروں کے ساتھ ہی حتی الوسع دیگر اقوام کے خاندانوں کو بھی بربادی سے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا کسی طرح کم قابل ستایش فعل نہیں ہوگا۔

مخالفین مسودہ کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس قانون سے زمینوں کی قیمت گھٹ جائیگی۔ اور یہ ارزانی مالکان اراضی کے حق میں بہت مضر ثابت ہوگی لیکن انہوں نے اس پہلو پر کبھی غور کرنیکی شاید محنت گوارا نہیں کی کہ نہ کبھی خالص زمیندار وں کو آباو اجداد نے اس نیت سے زمینوں کو آباد اور نوتور کیا تھا کہ اُنکے جانشین اُنکو بیچکر آوارگی اختیار کریں۔ اور نہ وہ لوگ جنہوں نے تازہ زمینوں کو مالک ہوئے ہیں اسغرض سے زمینیں خرید رہے ہیں کہ دیگر تجارتی اسباب و متاع کی طرح زمینوں کی خرید و فروخت کرتے رہکر بحیثیت تاجر نفع کمائیں اور نہ اس ارادہ سے خریدتے ہیں کہ اُنکی اولادیں اُنکو بیچکر عیاشی و آوارگی یا بیکاری میں ضائع کر دیں۔ اول الذکر فریق نے اس نیت سے زمینیں آباد کی تھیں کہ اُنکی اولاد اپنی اور اپنے ملازموں کی محنت و تردد سے زمین کی پیداوار سے فائدہ اٹھائیں اور متمولین اس خیال سے انکو خریدتے ہیں کہ اس سے محفوظ ترین کوئی اور متاع دنیا میں موجود نہیں اور بڑی غرض انکی یہ ہوتی ہے کہ اس سے اپنی وجاہت و منزلت کو قائم کریں اور اسکو منافع پر جو اگرچہ چند ان زیادہ نہیں ہوتا مگر عموماً یقینی ضرور ہوتا ہے خود بھی متمتع ہوں۔ اور انکے بعد انکی اولاد بھی نفع اُٹھاتی رہے۔ جو امیدیں بسا اوقات نالائق جانشینوں کی مہربانی سے خاک میں ملتی رہتی ہیں۔ گورنمنٹ کی ایسی ہر قسم کی جائداد کو اسکے قابضوں کی نالائقی سے محفوظ رکھنا کاہے کا بیڑا اُٹھانا قریباً محال ہے۔ مگر جسنے ایک خاص فرقہ کی حفاظت کیلئے شفقت و مہربانی سے تیار ہوئی ہے۔ تو ساتھ ہی ایسے خاندانوں کی بہتری و سلامتی کا ذمہ لینا جو ملکیت اراضی میں زمینداروں سے مشابہت رکھتے ہیں چنداں مشکل نہیں ہوگا۔ اور اگر یہ مشورہ بعد الوقت نہو تو مجوزہ قانون کی اصول کو دائرہ کو محدود کرنیکے عوض کل مالکان اراضی پر وسیع کر دینا ان لوگوں اور انکی اولاد کے حق میں ایک ایسی مہربانی ہوگی جسکا اثر صدیوں تک قائم رہکر ہمیشہ ان لوگوں کی مشکوری و ممنونیت کا باعث ہوتا رہیگا۔

چند سیاہ دلوں کو گورنمنٹ کی نیک نیتی پر شبہ ہو تو ہو۔ ورنہ اس بارہ میں تمام مخالف موافق متفق الرائے ہیں کہ گورنمنٹ نے محض زمینداروں کی بھلائی کیلئے یہ قانون وضع کیا ہے۔ ایسا کرنے میں اسنے اپنی کوئی ذاتی غرض یا منفعت مدنظر نہیں رکھی بلکہ ایک بہت بڑی اخلاقی ذمہ واری اور بوجھ کو قبول کرلینے ہی پر نہیں ہچکی۔

انتقال کی قطعی ممانعت بلاشبہ کبھی قرین انصاف و مصلحت نہیں ہو سکتی کسی فرد یا جماعت کو اسکے خلاف اپنی کسی پیشہ کو اختیار کرنے پر مجبور رہنا بھی آزادی اور ملکی بہتری و ترقی کے حق میں سخت مضر ہے۔ اور خاصکر تقسیم در تقسیم کا قاعدہ ایسی ممانعت کے راستہ میں سد سکندری سے کم نہیں۔ اس قاعدہ کی بدولت چند نسلوں ہی کے بعد ایسے خاندان کے افراد کے پاس بھی جو کبھی ہزاروں ایکڑ زمین کا مالک ہوتی کس چند کنال یا بیگھوں سے زیادہ زمین نہیں رہجاتی جسکو نہ تو خود جوت کر وہ قوت مالایموت حاصل کر سکتا ہے۔ اور نہ اُسی لگان پر دیدینے سے کوئی معقول آمدنی پیدا کر سکتا ہے ایسے مالکوں کو انتقال سے روکنا۔ یا جبراً اپنی زمین سے وابستہ رکھنا بیشک صریح ظلم سے کم نہیں ہو سکتا مگر ویسے ہی کاشتکار زمینداروں کو بلا اجازت اپنی ہم قوم مالکوں یا شریک مالکوں کو پاس انتقال کا اختیار دیدینا کبھی مستحسن نہیں سمجھکر محسوس کر رہے ہیں۔

حکیم احمد حسین صاحب اڈیٹر الاسلام الہ آباد کی تقریر اردو ڈیفنس کانفرنس کے اجلاس میں جناب صدر انجمن صاحب و حاضرین جلسہ! پہلے میں آپ لوگوں پر اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہوں کہ انجمن رفاہ اسلام الہ آباد کیطرف سے میں ڈیلیگیٹ ہو کر آیا ہوں۔ بعدہ اُس رزولیوشن کی تائید کرنے سے پہلے جسکو ابھی میرے معزز دوست مولوی بشیر الدین صاحب اڈیٹر البشیر نے پیش کیا ہے حروف ناگری کے عیوب اور نقصانات بیان کیا چاہتا ہوں۔ جسکی خوبی پر حامیان ناگری ٹوپیاں اچھال رہے ہیں میرے خیال میں حروف ناگری کی حروف تہجی سے زیادہ ابتر و ناقص کسی اور زبان کے حروف تہجی نہیں ہیں۔ میرے ذہن میں اُسکے نقصانات اور عیوب اس کثرت سے موجود ہیں کہ جسکے ظاہر کرنیکے لئے ایک بہت بڑی وسیع وقت کی ضرورت ہے لیکن وقت کے کافی نہونے سے مشتے نمونہ از خروارے بیان کرتا ہوں

حضرات! ناگری کے حروف تہجی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہ نسبت اُن حروف تہجی کے جسمیں زبان اردو لکھی جاتی ہے ناگری میں چودہ ۱۴ حروف کی کمی ہے۔ مان لیا جائے کہ حامیان ناگری اپنے اس ناقص حروف تہجی میں دو چار حروف کو کھینچ کھانچ کر اردو کے حروف تہجی کے ساتھ برابر کرنیکی غرض سے کچھ کا کچھ بنالیں اور اس جدید اصطلاح قائم کرنے سے دو چار حرف موجودہ حروف تہجی ناگری میں اور بڑھالیں لیکن یہ تو خیال فرمائیے کہ چودہ چودہ حروف کی کمی کیسے پورا کرینگے اور پھر اس اضافہ کردہ ناگری حروف کی وقعت ہر ذی فہم کے نزدیک اسیقدر ہوگی جسقدر اور مصنوعی اور اصطلاحی حروف اور زبان کی ہوتی ہے ناگری میں نہ ظ ہے نہ ض ہے نہ ذ ہے نہ ز ہے صرف ایک حرف جا ج ہے جو ج کے عوض وہ جا۔ ز کی آواز دیگا مگر ظ ض۔ ذ۔ ز کی کمی کو کیسے پورا کرینگے اور پھر جس خیالی اور وہمی نقصان نے حامیان ناگری کو اردو کا مخالف بنایا تھا وہی نقصان اصلی اور واقعی ہو کر سامنے آئیگا۔ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ لکھنے والا جا کے نیچے نقطہ دینا بھول جائے اور وہ جا۔ بجائے ز کے جا۔ ہی پڑھا جاوے۔ ناگری میں ث اور ص بھی نہیں ہے صرف سا ساتھ ہے جو س۔ کے عوض استعمال کیا جاتا ہے اب اس اکیلے حرف سا سے تین تین حروف کا کام کیسے لیا جائیگا۔ اس میں حارجی نہیں ہے صرف ایک حرف ھا ہے جو ہائے ہوز کے بجائے استعمال ہوتا ہے۔ ع اسمیں نہیں ہے غ اس میں نہیں ہے ہمزہ اس میں نہیں ہے ط اس میں نہیں ہے ق اس میں نہیں ہے حرف اسمیں نہیں ہے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ ان حروف کی کمی کیسے پوری کیجائیگی کیا گا سے گ۔ اور غ دونوں کا اور آ سے ع اور ہمزہ کا اور تا سے ت اور ط کا۔ اور کا سے ک اور ق کا اور پا سے پ اور ف کا۔ اور ھا سے ح اور ہ کا۔ کام لیا جائیگا؟ بڑی حیرت کا مقام ہے کہ وقت استعمال موارد استعمال میں یہ حروف اپنے ہم مخارج حروف سے کیسے ممتاز ہونگے۔ سخت بے امتیازی کی بات ہے ناگری سے بہیک منگی حروف تہجی میں اردو جیسی شاہنشاہ زبان لکھی جائے جس میں ایک دو نہیں چار پانچ نہیں چودہ چودہ حروف کی کمی ہے۔ ہم ان الفاظ کو کیسے استعمال کر سکینگے جن میں یہ حروف آتے ہیں اور انکو ہم روزمرہ اپنے گھروں میں نہیں بلکہ کچہریوں۔ عدالتوں میں لکھتے اور بولتے ہیں۔ ہمارے اس اعتراض کا جواب آجتک حامیان ناگری میں سے کسی شخص نے نہیں دیا اور نہ آیندہ امید ہے کہ وہ اسکا جواب دیسکینگے۔ چاہیے وہ اپنے ناگری کے حروف ناقص کو کیسا ہی کامل بنانیکی کوشش کریں۔ بیں۔ ناگری۔ کیتھی۔ بنیوٹی۔ موڑیا ہاجنی گجراتی بنگلہ اردو فارسی۔ عربی کو جانتا ہوں اور ان سب کو لکھ پڑھ سکتا ہوں میرا دعویٰ ہے کہ اس اعتراض کا جواب ابتک کسی سے ہوا ہے نہ ہوگا۔

حامیان ناگری کا یہ اعتراض انکے خیال کے موافق بہت زبردست ہے کہ کمار دوسرے خط میں چال چال چال۔ سب ایک صورت سے لکھی جاتی ہیں۔ برعکس ناگری کے کہ اسمیں ان سب الفاظ کیلئے سرے خط جداگانہ ہیں مگر میرے نزدیک اس اعتراض سے کرکٹ وہیل اور کوئی دوسرا اعتراض نہیں ہو سکتا یہ اعتراض لاعلمی۔ جہالت۔ زبان اردو سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ چار پانچ برس کا لڑکا بھی جس نے ابھی تشریح الحروف بھی ختم نہیں کیا۔ چال کو چال

خال چال نہیں پڑھیگا اگر اُس لڑکے سے یہ اعتراض کیا جائے کہ جال و خال دونوں ایک صورت سے لکھے جاتے ہیں کیا وجہ ہے کہ تم اسکو جال پڑھتے ہو خال نہیں پڑھتے تو وہ لڑکا بلا تامل کہدیگا کہ ج کے پیٹ میں ایک نقطہ ہوتا ہی اسواسطے یہ جال ہی اور خال جب ہوتا کہ نقطہ اوپر ہوتا کیونکہ نقطہ خ کے اوپر ہوتا ہے آپ لوگونکو یاد ہوگا کہ لڑکپن میں مولویصاحب نے سب سے پہلے یہی بتلایا تھا کہ ج کے پیٹ میں ایک نقطہ ہوتا ہی اور ح خالی ج کے نیچے تین نقطہ اور خ کے اوپر ایک نقطہ ہوتا ہی لیکن جنہوں نے اس کوچہ میں قدم نہ رکھا ہو وہ اسکو کیا جانیں +

حامیان ناگری کے کل اعتراضات اسی قسم کے ہیں جسکے جوابات چھوٹے بچے دیسکتے ہیں لیکن جو اعتراضات ناگری پر کئے جاتے ہیں وہ کسیطرح سے رفع نہیں ہوسکتے۔ میں دعوی سے کہتا ہوں کہ اردو زبان حرف ناگری میں ہرگز ہرگز صحیح نہیں لکھی جاسکتی اور اگر کوئی میری لکھی ہوئی درخواست کو صحیح طور سے ناگری کے رسم الخط میں لکھدے تو میں اپنی حیثیت کے موافق سو روپیہ دینے کو تیار ہوں۔ میری خیال میں ناگری کے اجرا سے اردو زبان کو بہت بڑا نقصان ہوگا اور اُسمیں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوجائیگا جو کسی طرح سنبھالے نہ سنبھلیگا۔ غرض کو گرج۔ عرض کو ارج۔ فرض کو फ़र्ज़ لکھینگے۔ اردو رسم خط میں جعل (جسکے معنے بنانیکے ہیں اور اُسکو ارتکاب سے کم سے کم چھ سات برس کی مزاملتی ہی) ج ع ل سے لکھا جاتا ہی۔ اور جسمیں مچھلی یا چڑیاں پھنسائی جاتی ہیں وہ جال ج ال سے لکھا جاتا ہی۔ اور ناگری میں دونوں لفظونکو ایک صورت سے لکھینگے اس صورت जाल سے۔ اُسکو چاہے جال پڑھئے چاہے جعل۔ آپ لوگ خیال فرماسکتے ہیں کہ جب اس قسم کے مقدمات عدالتونمیں پیش ہونگے اور کاغذات میں جعل کا جال پڑھا جائیگا تو ملزم کے رہا ہونیکا کسقدر باب وسیع ہوجائیگا اور اُسکے وکیل کو یہ کہنیکا موقع ملجائیگا کہ میرا موکل بیشک جال بنا رہا تھا۔ اُسکو امرود کے باغ میں جمگیدڑ بکثرت آتے تھے اُنسے اُسکا نقصان ہوتا تھا اُنکے پھنسانیکے لئے وہ جال بناتا تھا اور ملزم اُسکا اقرار کریگا یہ طرفہ تماشا ہوگا کہ باوجود اقرار جرم کے ملزم سزایاب نہوگا کیس کی بدولت؟ ناگری کی بدولت

میں انہیں وجوہات سے اپنے معزز پریسیڈنٹ کی اس رائے سے مخالفت ظاہر کرتا ہوں کہ اگر رزولیوشن مورخہ ۱۸ اپریل سنہ ۱۹۰۶ء کا یہ مطلب ہی کہ صرف استغاثہ اور درخواستیں جو اصالتاً دیجائیں وہ ناگری میں بھی لے لیجائیں تو اُس سے اُردو زبان کو چنداں نقصان نہیں ہی۔ چشم ما روشن دل ما شاد۔ کیونکہ میری خیال و فہم ناقص میں اس سے بھی اردو زبان کو نقصان پہنچیگا اور جو سہولیت سرکاری عمال کو فقط اردو جاری رہنے سے ہی وہ اسقدر ترمیم سے باقی نہ رہیگی کام بڑھ جائیگا وقت کی کوئی انتہا نہ رہیگی ہر سرکاری ملازم کو اردو زبان جاننے اور ناگری سیکھنے کی ضرورت ہوگی۔ بہار کے علاقہ میں جہاں پنتیس برس سے عدالتوں میں کیتھی کا رواج ہی وہاں پر باوجود اسقدر امتداد زمانہ کے اسوقت تک ناگری رسم خط کو کامیابی نہیں حاصل ہوئی اب بھی کل کاغذات اردو میں لکھی جاتے ہیں اور بمجبوری و حکم حاکم ضروری کاغذات ناگری میں نقل کر کے حکام کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں جسکو میری اس بیانکی تحقیق منظور ہی وہ جج کیطور پر جاکر دیکھ آئے کہ کل کاروبار اردو میں لکھی و پڑھے جاتے ہیں یا نہیں؟

استغاثے اور درخواستیں جو اصالتاً دیجائینگی اگر وہ ناگری میں دیگئیں تو اُنکے پڑھنے اور سمجھنے کی وقت جو کچھ ہوگی وہ تو ہوگی لیکن اسمیں بھی زبان اردو اپنی اصلی حالت پر نہ رہیگی نقب زنی کا نک بجنی पढ़ा जाएगा استغاثہ پڑھا جائیگا مستغیث تو یہ کہیگا کہ میں نے خود ملزم کو اپنی دیوار کے پاس نگ بجنی करते हुए گرفتار کیا ہی اور ملزم کا یہ بیان ہوگا کہ صاحب میں اپنے پیٹ پالنے کو نگ بجنی کر کے بھیک مانگ رہا تھا یہ ناحق مجھکو گرفتار کرلایا کاغذات پڑھے اور دیکھے جائینگے تو نقب زنی کا نک بجنی پڑھا جائیگا جس سے ملزم کی رہائی ہوگی اور ملزم ناگری کو دعائیں دیتا ہوا گھر چلا جائیگا۔ میں نے اس امر کے تحقیق کے لئے کہ درحقیقت نقب زنی کا نک بجنی پڑھا جاتا ہی یا نہیں اس لفظ کو لکھکر بڑے بڑے لائق ناگری دانوں سے پڑھایا اُن سب لوگوں نے نک بجنی پڑھا۔ کسی نے بھی نقب زنی نہ پڑھا میں آپ لوگوں سے گذارش کرتا ہی کہ آپ لوگ بھی اس لفظ کو لکھکر ناگری دانوں سے پڑھلیجئے اور تصدیق کیجئے۔ افسوس ہی کہ بایں ہمہ حامیان ناگری۔ ناگری ناگری چلاتے ہیں شاید انہوں نے زبان اردو کو مسلمانونکی مذہبی زبان سمجھ لیا ہے اور اسی وجہ سے تعصبانہ اردو کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ یہ امر بالکل ناقابل تسلیم ہے مسلمانونکی مذہبی زبان عربی ہی۔ زبان اُردو کل باشندگان ہندوستان کی مشترک زبان ہی اور اُس میں ہر زبان کے الفاظ ملے جلے ہیں اسمیں فارسی کے بھی الفاظ ہیں اور عربی ترکی بھاشا سنسکرت کے بھی۔ اور اب تھوڑی دنونسے اکثر انگریزی الفاظ بھی شامل ہوتے جاتے ہیں اور اسی وجہ سے زبان اُردو کے حروف تہجی اور زبانونسے زیادہ ہیں کیسی زبان میں اسقدر کثرت سے حروف تہجی نہیں ہیں اور یہ ایک ایسی زبان ہی کہ جسکا جاننے والا تمام ہندوستان میں بلا کسی مترجم کے سیر کرسکتا ہے جیسا کہ زبان فرنچ کا جاننے والا یورپ میں محتاج نہیں رہ سکتا۔ مسلمان ہندوستان میں ایران سے آئے تھے اور اپنے ساتھ زبان فارسی لائے تھے اور اسوقت ہندوستان کی زبان بھاکا تھی فارسی اور بھاکا کے اختلاط سے اردو پیدا ہوئی ہی جسکو ناگری دانوں نے مسلمانونکی مذہبی زبان سمجھ لیا ہی اگر اردو زبان مذہبی زبان ہونیکا کچھ پہلو کہتی ہی تو ہندوؤنکے مذہبی زبان ہونیکا۔ کیونکہ وہ لوگ رامائن و مہابھارت اور دیگر مذہبی کتابونکو بنظر حصول ثواب اردو میں پڑھ لیتے ہیں۔ اور کوئی مسلمان قرآن و حدیث کو اردو میں بغرض حصول ثواب نہیں پڑھتا۔ ہر زبان میں دو قسم کے خط ہوتی ہیں ایک نستعلیق دوسرا نسخ۔ نستعلیق کتابوں اور نسخ روزمرہ کی خط و کتابت میں کارآمد ہوتا ہی بھاکا کا نستعلیق دیوناگری ہی جو کتابوں میں اور چھاپوں میں مستعمل ہے اور اُسکا نسخ کہیں پر کیتھی ہی اور کہیں پر مہینوٹی اور کہیں پر مہاجنی ہی کاروبار میں یہی پچھلی تینوں رسم خط کام میں لائے جاتے ہیں مینے خط میں دیوناگری لکھتے ہوئے کسیکو نہیں دیکھا سخت ناانصافی ہوگی۔ اگر دیوناگری سے اردو کے شکستہ خط کا مقابلہ کیا جائیگا دیوناگری سے مقابلہ کرنا ہی تو اردو کے نستعلیق سے اُسکے شکستہ کو۔ اُسکے شکستہ سے جب اسطرح سے مقابلہ کیا جائیگا تو ہر انصاف پسند اس امر کا قائل ہوجائیگا کہ اردو کا رسم الخط ہر پہلو سے ناگری سے افضل و اعلی ہی اسکا نستعلیق اسکے نستعلیق سے اُسکا نسخ اسکے نسخ سے۔ اردو کیسا ہی شکستہ لکھا ہو لیکن اسمیں اچنا کا چتی۔ چونا۔ اور بہی کا بہو نہ پڑھا جائیگا جیسا کہ موڑیا مہاجنی میں ہی جو خط و کتابت میں زیادہ مستعمل ہی۔

اب میں اسقدر گذارش کرنیکے بعد اپنے معزز دوست مولوی بشیر الدین صاحب کے پیش کئے ہوئے رزولیوشن کی تائید کرتا ہوں +

والیان ریاست اور سیاحت یورپ

گورنمنٹ ہند کے فارن آفس سے ایک نہایت ضروری سرکلر اس مضمون کا لوکل گورنمنٹوں کے نام جاری ہوا ہی کہ کسی والی ریاست کو یورپ کی سیر کو جانیکی اجازت سپریم گورنمنٹ کی منظوری بغیر نہ دیجاوے۔ ابتک یہ رواج تھا کہ بعض لوکل گورنمنٹیں اپنی طرف سے منظوری دیکر گورنمنٹ ہند کو اطلاعی رپورٹ کردیتی تھیں مگر اب گورنمنٹ ہند نے یہ اختیار اپنے ہاتھ میں رکھا ہی۔ اور ہدایت کی ہے کہ والیان ریاست کو جو سیاحت یورپ کے شائق ہوں معقول عرصہ پہلے درخواست دینی چاہیئے کہ وہ کس مقصد سے عزم کرتی ہیں۔ اور لوکل گورنمنٹ کو چاہیئے کہ درخواست منظور کریں یا نہ منظور۔ ہر ایک صورتمیں وجوہات قلمبند کر کے گورنمنٹ ہند کے پاس آخری فیصلے کے لئے بھیجیں۔ ہر ایک والی ریاست کا مقدم فرض یہ ہے کہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبودی کا ہر دم خیال رکھے۔ سپریم گورنمنٹ کے زیر سایہ چونکہ والیان ریاست کو ہر طرح کی بیفکری بیرونی و اندرونی بدامنیوں سے اس درجہ تک حاصل ہی جو دنیا میں کسی ملک کے حکمران کو میسر نہیں ان فوایدکے عوض میں گورنمنٹ کا یہ حق ہی کہ وہ متوقع رہے کہ والیان ریاست اپنی تمام ہمت اور طاقت خرچ کریں نہ ذاتی عیش و عشرت میں نہیں۔ نہ محض دل لگی اور بیہودہ سیر و تفریح میں بلکہ اپنی رعایا کی خبر گیری اور انتظام ریاست کی ترقی میں۔ اور یہ بات ناممکن ہی جبکہ فرمانروائے ریاست اکثر اپنی ریاست سے غیر حاضر رہے خواہ تجربہ اور تہذیب حاصل کرنیکا بہانہ ہی کیوں نہ پیش کیا جائے۔ جس نسبت سے کہ کسی رئیس میں مغربی عادات اور شائستگی کا مذاق پیدا ہوتا ہی۔ اکثر حالتوں میں دیکھا گیا ہی کہ اسی سبب سے وہ اپنی رعایا سے ہمدردی کم کرتا ہی۔ اسبات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ایک دانا حکمران کو سیر و سیاحت ممالک مغرب سے بہت کارآمد تجربہ حاصل ہوسکتا ہی بشرطیکہ وہ ان تجربوں سے اپنی قلمرو میں عملی فائدہ دکھلائے لیکن ایسی صورتیں شاذ و نادر دیکھی گئی ہیں اور بخلاف اسکے مشرقی دماغ میں دفعۃً مغربی سوسائٹی اور مغربی نظاروں کی دید سے فضول خرچی اور بیقراری کی عادتیں پیدا ہوجاتی ہیں اور یورپ کے سفر کا عام نتیجہ اگر متواتر کیا جائے تو یہ ہوتا ہی کہ یا تو بہت سا قیمتی اسباب خرید لائیں یا ایسی ۴۴

پیرس کا میلہ

سیاحت یورپ کے متعلق منشی محبوب عالم صاحب کی چوتھی

چھٹی نمائش پیرس

آج مجھے انیسواں روز پیرس میں ہے اور سوائے تین یا چار روز کے میں بلا ناغہ نمائشگاہ میں جاتا رہا ہوں اور اکثر اوقات صبح سے شام تک اشیائے نمائش کے دیکھنے میں مصروف رہا ہوں۔ اسلئے اتنے دنوں میں بہت کچھ دیکھ لیا ہے ہر چند کہ اکثر حصے نہایت سرسری دیکھے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ میں پہلے لکھ چکا ہوں۔ نمائش کو نظر غور و تعمق سے دیکھنے کے لئے دو تین ماہ بھی کافی نہیں ہو سکتے۔ یورپ اور امریکہ کی تمام سائنس اور شائستگی نے انیسویں صدی مسیحی کے اس آخری سال تک جو کچھ بھی ترقی کی ہے اُس سب کا خلاصہ اور انتخاب یہاں پیش کیا گیا ہے۔ غرض دنیا کے ہر ایک صیغہ کی چوٹی کی عجیب نرالی کارآمد اور مفید چیز یہاں پیش کی گئی ہے۔ پھر اگر ان چیزوں کو دیکھنے میں بہت سا وقت صرف ہو جائے تو بالکل معمولی بات ہے۔ عمارات جن میں یہ چیزیں رکھی گئی ہیں بجائے خود بڑے بڑے قصر رفیع اور انواع و اقسام کی طرز تعمیر کے نمونے ہیں۔ میں تو جس چیز کیطرف دیکھتا ہوں اور جہاں دیکھتا ہوں محو تماشا رہ جاتا ہوں۔ اشیائے نمائش کا یہ عالم ہے ؎

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم + کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست + (عمارت کی یہ حالت ہے ؎

بدیدہ باز نہ گردد نگاہ از دیوار + (غالباً عرفی کا شعر ہے۔ پہلا مصرع خیال میں نہیں آیا)

دستور ہے کہ صبح ۸ بجے نمائش کھلتی ہے اور ۱۰ بجے تک فرانک فرانک کے دو ٹکٹ لیکر داخل ہونے کی اجازت دیجاتی ہے (لیکن یہ ٹکٹ اب نصف فرانک سے بھی کم قیمت پر مل سکتے ہیں جسکا مطلب یہ ہے کہ نمائش میں جسقدر لوگوں کے آنیکی توقع تھی۔ نہیں آئے۔ گو میرے اندازہ میں قلب بھی بہت آئے ہیں۔) ۱۰ بجے سے ۶ بجے شام تک ایک ٹکٹ داخلہ کے لئے کافی ہے۔ لیکن شام کے ۶ بجے سے ۱۱ بجے تک جبکہ پیرس کے اکثر اُمرا اور رئیس مزاج شوقین خنکی کے وقت آنا چاہتے ہیں دو ٹکٹ داخلہ پر دینے پڑتے ہیں۔ ۳ اگست کے اخبار "رپیری" سے معلوم ہوتا ہے کہ ۲ اگست کو حسب ذیل تعداد کے لوگ نمائش میں داخل ہوئے تھے۔ ۸ سے ۱۰ بجے صبح تک ۵۲۳۴ ۱۰ سے ۶ بجے شام تک ۹۶۱۰۸۔ اور شام کے ۶ بجے کے بعد ۱۱۰۵۴۔ سیزن ٹکٹ والے ۳۷۹۷۴ ملازمت کے ٹکٹ والے (جن کی خدمات نمائش کے اندر ہیں) ۱۰۸۹۰ مفت ۸۱۳ کل ۱۶۵۰۸۷

اور ایک حصہ نمائشگاہ کے کھیلوں اور ریلوے سامان کی نمائش کا علیحدہ ہے۔ اس میں ۱۱۵۵ لوگ داخل ہوئے۔ میزان کل ۲۰۲۰۷۰۔ لیکن اس روز تقاطر ہوتا رہا تھا اسلئے اتنے لوگ داخل نہیں ہوئے جتنے کہ ہر روز داخل ہوتے ہیں۔ ۳ لاکھ سے کبھی کبھی زیادہ لوگ داخل ہوئے ہیں چونکہ یہ میلہ ایک دو روز کا نہیں۔ بلکہ چھ ماہ کا ہے۔ اسلئے اتنے لوگوں کا ہر روز داخل ہونا بہی بڑی بات ہے۔

نمائشگاہ دراصل چار بڑے حصوں پر مشتمل ہے۔ اور اگر کھیلوں کے ضمیمہ کو الگ کہئے تو پانچ۔ اور دریائے سین تین حصوں کو چھ حصہ کر دیتا ہے۔ میں سب سے پہلے نمائش کے بڑے دروازے کی طرف سے آپ کو اس میں داخل کرنا چاہتا ہوں گو داخل ہونیکے لئے کل ۵۶ یا کتنے چھوٹے دروازے بھی ہیں، دروازہ جو بڑا عالیشان بنایا گیا ہے۔ تین ۶۶-۶۶ فیٹ کی محرابوں کا ایک مثلث ہے ؎ زمین ہے اور اس میں دو ہزار آدمی کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اسمیں ۵۸ ٹرن سٹائل شائقین کے گزرنیکے لئے ہیں۔ کہ جن میں سے بوقت ضرورت ۶۰ ہزار آدمی فی گھنٹہ کے حساب سے گزر سکتے ہیں۔ وسط میں ایک راستہ صرف سرکاری تقریبوں پر گزرنے کے لئے مخصوص ہے جسمیں سے پبلک کے لوگ نہیں گزر سکتے۔ اسمیں بیشمار برقی لیمپ لگائے گئے ہیں جو کئی مختلف رنگوں کی روشنی دیتے ہیں۔ دونوں طرف دو بلند مینار ہیں شب کے وقت یہ عجیب نظارہ کا مقام ہوتا ہے۔ اندر جاکر بائیں طرف بائیسکل یا آٹومبیل (خود بخود چلنے والی گاڑیاں جنکا پیرس میں بڑا رواج ہے) تھوڑی سی فیس دیکر رکھی جاتی ہیں۔ اور دونوں طرف بودوں اور پھولوں کی نمائش شروع ہو جاتی ہے۔ جو کیاریوں میں انواع و اقسام کے پھول اور پودے ہیں۔ میں انکا ذکر نہیں کرتا لیکن جو شیشہ کے مکانات میں عجیب و غریب پودے اور پھول محفوظ ہیں۔ وہ عجائبات علم نباتات کا انتخاب ہیں مینے یہاں گوشت خور پودہ (پچر پلانٹ) کے کئی نمونے دیکھے ہیں۔ اسکے پھولوں کے اندر مکھیاں اور چیونٹیاں داخل ہو جاتی ہیں اور ایک طرح کے لیسدار شیریں لعاب سے لپٹ جاتی ہیں اور پودہ انہیں ہضم کر لیتا ہے۔ اسکے علاوہ جاپان کے پست قامت درخت دیکھے۔ بڑے بڑے درخت مثل بلوط اور سرس اور شیشم کے جاپانی باغبان کسی طرح کے پیوندوں سے بہت پست قامت بنا سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بڑی بڑی درخت ایک ایک بالشت کے پودوں کی صورت میں دیکھے ہیں جنکے تنے ویسے ہی موٹے اور سالخوردہ ہیں۔ اور شاخیں ویسی ہی جو کئی سال میں بنتی ہیں۔ لیکن بہت چھوٹی۔ ان عجائبات کا ذکر کرنیکی یہاں گنجایش نہیں۔ یہاں تو صرف چند موٹی موٹی باتیں بتلا دینا کافی ہے۔ ہر چند کہ دریا کے دونوں طرف باغبانی اور زراعت کی نمائش ہے لیکن دائیں طرف کو جدھر بڑا دروازہ ہے۔ تین بڑے بڑے قصر شیشہ کی چھتوں اور پھولوں کے اس نمائش کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں۔ ان میں مختلف ممالک کے پھول پودے اور میوجات دکھلائے گئے ہیں۔ امریکہ تک کے میوجات سیب۔ انگور اور سنگترے نمائش کے لئے لائے گئے ہیں۔ جو میوجات زیادہ دیر نہیں ٹھیر سکتے۔ انکو Preserve (پریزرو) کیا گیا ہے۔ یعنی مربا یا اچار ایسی طور سے ڈالا گیا ہے کہ انکی اصلی ہیئت میں فرق نہیں آیا اگر یہ فن ہندوستان میں عمل میں لایا جاوے تو لاکھوں روپے کے میوجات ہندوستان کو یورپ میں آگر بیچ سکتے ہیں۔ ایک مکان میں تمام ظلون اور پودوں اور ترکاریوں اور میوجات کے درختوں کے تخموں کے صدہا نمونے ہیں۔ جو دوکانداروں نے رکھے ہوئے ہیں۔ یہیں باغبانی کے تمام آلات اور زراعت و باغبانی کی تمام کتابیں اور رسالے جو اس ملک میں چھپے ہیں رکھے ہوئے ہیں۔ یہاں سے دریا کی طرف زیر زمین ایک راستہ ہے۔ جہاں بہت سی کلیں زراعت کی رکھی ہیں اور بعض کلیں چلا کر دکھلائی گئی ہیں۔ لیکن ان کلوں کا بہت بڑا مجموعہ شان ڈامار۔ (Champ de mars) کی ایک عمارت میں ہے۔ اس سے بھی نیچے زیر زمین دریا کی سطح سے کسی قدر نیچے شہر پیرس کا (Acquarium) یعنی پانی کے جانور و نکو دکھلانیکا عجائب خانہ ہے یہاں علیحدہ ایک فراک داخلہ ہے جس میں موٹے موٹے شیشہ کے تختوں کے پیچھے دریائی پانی میں مچھلیوں کی مختلف نمونے جونکیں۔ سرطان اور دوسرے چھوٹے چھوٹے دریائی جانور مع سمندر کی تہ کی سیپیوں۔ گھونگوں اور مونگے

مصنوعی دانت ہماری کارخانہ میں خالص پتھر کے ولایتی دانت خوبصورت اور جو کہ منہ میں لگانے سے مثل قدرتی دانتوں کے دکھائی دیتے ہیں بلکہ جنسی قریباً ہر ایک چیز کہائی اور چبائی جا سکتی ہے۔ لگائے جاتے ہیں اور قیمت بہت ہی مناسب ہے۔ مصنوعی آنکھ امریکہ آنکھ مصنوعی جو مثل گلاس بنی ہوئی ایک چشم کی قدرتی عیب کے چھپانیکے لئے عمدہ چیز ہے مثل اصلی آنکھ کے پتلیاں ہر رنگ کی سرخ ڈوری پڑی ہوئی ہیں بغیر تکلیف حلقہ چشم کے اندر بٹھائی جاتی ہے مشکل تمیز ہوتی ہے۔ کہ یہ آنکھ قدرتی ہے یا مصنوعی۔ نوٹ:۔ زنانے دانت و آنکھ عورت لگاتی ہے۔ بیرونجات کیواسطے خاص انتظام ہے۔

المشتہر ڈاکٹر جلال الدین و محمد دین دندان ساز ساکن قصور حال وارد دامرتسر (پنجاب) بازار نیچہ بندان متصل ڈیوڑھی کرموں (جواب طلب امور کے لئے آدہ آنہ کا ٹکٹ یا جوابی کارڈ آنا چاہئے) +

الفاروق

بقلم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

کی مفصل سوانح عمری

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی

کی جادو طراز قلم سے

تحقیق و تدقیق و اتقان

طرز تحریر و تحقیق و تفصیل

کی نسبت کچھ کہنا سننا

حاصل

کے لائق ہی

کے لئے مشرف ہیں

محکمہ کے صیغہ خاص

مولانا صاحب حضرت

کے لئے

مصنف کے

کارروائی کے

صورت

کی

کس

سے

آئے

اشاعت

چشم

مکمل

ہو

مطالعہ

دلچسپی

پہلے

بڑے

سے

اور

حالات

کس

ہے

غیر

تعلیم

ورنہ

کس

کیل امرتسر

دفتر صاحب ٹریفک سپرنٹنڈنٹ بہادر
لاہور مورخہ ۲۵ اگست ۱۹۰۶ء

حسب الحکم - سی ایل بسکو صاحب
قائم مقام ٹریفک سپرنٹنڈنٹ

دغیرہ کے درختوں کو ٹھیک اصلی حالت میں دکھلائی گئے ہیں۔ ایک جگہ سمندر کی تہ میں غوطہ زن مع غوطہ زنی کے آلات وسامان کے دکھلایا جاتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غوطہ زن سمندر کی تہ میں کس قسم کا لباس پہنکر اور تنفس کی ہوا کے لئے کیا انتظام کر کے نیچے جاتے ہیں +

اسکے بعد دریا کے اسی طرف دو عالیشان عمارات تعمیر کی گئی ہیں۔ جنکے کاریگروں نے اپنی لیاقت تعمیر میں بہت بڑا امتیاز حاصل کیا ہے۔ یہ دونوں عمارات بالمقابل واقع ہیں۔ ایک کا نام "دو فنون نفسیہ کا بڑا قصر" اور دوسرے کا نام "فنون نفسیہ کا چھوٹا قصر" ہے۔ بڑے قصر میں فرانس اور یورپ کے تمام ممالک امریکہ و جاپان کے اعلیٰ مصوروں کی تصاویر۔ آئل کلر اور واٹر کلر دکھلائی گئی ہیں۔ استادان فن نے مورتوں میں گویا جان ڈالدی ہے۔ یورپ کے چھوٹے چھوٹے ممالک بلجیم اور ہالینڈ اور ریاستہائے بلقان کے الگ الگ کمرے ہیں۔ ایشیا میں سے جاپان نے پہلی دفعہ اس قسم کی نمائش کی ہے۔ عمارت کے وسط کو بڑے صحن میں اسی طرح یورپ کے تمام ممالک اور اضلاع متحدہ امریکہ کے صناعوں کے برنج اور پلاسٹر آف پیرس سے بنائے ہوئے عجیب و غریب بت رکھے ہوئے ہیں۔ جن میں سے بعض کے ذریعہ سے نہایت نازک خیالات اور انسانی جذبات کو ظاہر کیا ہے۔ خواہ مجھ اہل یورپ جاہل اور ناقابل آموزش تہذیب قرار دیں لیکن میری خیال میں ان تصاویر میں سے اکثر میں عورتوں کے ستر کو کھولنے۔ انکی رانیں اور چھاتیاں وغیرہ مقامات برہنہ دکھلانے میں مصوروں اور بت تراشوں نے وہ وہ زور ماری ہیں کہ صل وجل۔ مینے ایک دو یورپین دوستوں سے ذکر کیا کہ کیا اس سے بے تہذیبی اور ناپاکی کے خیالات کو ترقی نہیں ہوتی۔ تو انہوں نے کہا کہ انہیں اسی نظر سے دیکھنا چاہئے کہ جس سے وہ بنائی گئی ہیں یعنی نیچر کی اپنی سادگی اور اصلی خوبصورتی کے اظہار کیلئے۔

چھوٹے محل میں پرانی چیزیں فنون نفسیہ کے متعلق دکھلائی گئی ہیں۔ اسمیں ٹے پسٹری (یعنی قدیم زمانے کے قالین کہ جنپر تصاویر بنائی جاتی تھیں) کے اعلیٰ نمونے دیوار و پر آویزاں ہیں۔ پیتل کے برتن۔ شمعدان اور آرایش کے سامان۔ لوہے کے آرایش کے سامان۔ قفل اور عجیب و غریب چابیاں لکڑی کے پرانے عمدہ کام فرنیچر قسم سے ہاتھی دانت اور ہڈی کے عمدہ کام کے نمونے چینی اور مٹی کے پرانے نفیس برتن۔ زردوزی کا کام۔ چمڑے کے کام۔ چاندی اور سونے کے قدیم زیورات و سلاح آرایش۔ پرانی گھڑیاں۔ شیشہ اور موزائک کے کام۔ پرانے سکے پرانی کتابیں اور مسودے۔ اس عجائب گاہ فنون میں صرف پرانی چیزیں جمع کر کے دکھلائی گئی ہیں جس سے معلوم ہو کہ فرانس میں زمانہ قدیم میں صنعت و کمال فن کی کیا حالت تھی۔ ان چیزوں کے صناعوں کے نام ملک میں مشہور ہیں۔ ملک کے ہر شہر میں عجائب خانے اور تصویر خانے ہیں۔ ان سب نے اپنے یہاں کے استادوں کے کام نمائش کو مستعار دیئے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ اگر ہندوستان میں وہاں کے استادان فن کے کمال کے نمونے تلاش کئے جائینگے تو نہیں ملینگے۔ کیونکہ اہل یورپ وہاں سے سب چیزیں کھینچکر لا رہے ہیں۔ وہ مبصر ہیں اور دولتمند بھی ہیں۔ اتنے دام دیسکتے ہیں کہ ہندوستانی نہیں دیسکتے۔ اور حاجتمند ہندوستانی جنکے آباؤ اجداد اپنے وقت میں آسودہ تھے۔ اپنی سب چیزیں فروخت کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ ہند غالباً ہندوستان کے عجائب خانوں میں کہنے کے لئے اتنا روپیہ ان چیزوں پر خرچ نہ کریگی۔ جتنا روپیہ کہ یورپین شائقین خرچ کرتے ہیں۔ اہل ملک یہ بات ہی نہیں سمجھتے کہ ملکی عجائب خانوں کو چیزیں تحفہ بھی دیجاتی ہیں۔ یورپین ملکوں میں اکثر علم و فن کے قدردان اپنی حمیت سے اپنے ملک

تین برس کے بعد اسہال و پیچش فرمند سے صحت ہوئی

مقام فرینچ کمپ کے ساکن مسٹر جان ایس ہالوی لکھتے ہیں:- "مجھے تین برس اسہال و پیچش رہی۔ دریں اثنا [illegible] اور وقت و دولت پر صرف کیا۔ اور بے انتہا تکلیف اٹھائی۔ آخر تھک کر اور مایوس ہو کر سب کچھ چھوڑ دیا۔ میں اسکا کمزور ہو گیا کہ کوئی کام حتی کہ سفر تک نہ کر سکتا تھا۔ حسن اتفاق سے مجھے چیمبرلین کی دوائی اور قولنج و ہیضہ واسہال Chamberlains Colic Cholera & Diarrhea Remedy کی ایک بوتل مل گئی۔ اور اس دوائی کی چند بوتلیں استعمال کر نیسے مجھے کلی صحت ہو گئی۔ میں اس دوائی کا اسقدر مشکور ہوں کہ میری دعا ہے کہ جن لوگوں کو میری طرح شکایت ہے۔ یہ دوا انکو ضرور دستیاب ہو جایا کرے +

یہ دوائی شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی حال بازار امرتسر سے مل سکتی ہے

نارتھ ویسٹرن ریلوے

بشقار

نارتھ ویسٹرن ریلوے پر شہر فیروز پور کے قریب لائن کی شکستگی۔

ڈون کی طرف یعنے بجانب پائین گنڈا سنگھ والا سے پرے اور بجانب اپ یعنے بطرف بالا فیروز پور سے پری سٹار بک ہو سکتا ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ سے ۲۰ اگست کا اعلان منسوخ کیا گیا ہے۔

کے عجائب گاہوں کو نادر چیزیں تحفۃً دیا کرتے ہیں۔ نمایش ۱۹۰۰ء کے لئے جسقدر عمارات تعمیر ہوئی ہیں نمایش کے بعد وہ سب گرا دیجائینگی اور عجائب گاہوں کا کام آئینگی۔ پہلے ہی پیرس میں دو تین درجن اعلیٰ سے اعلیٰ قسم اور اشیا کے عجائب گاہ ہیں +

یہاں سے فارغ ہو کر پل سے گزر کر دریا کے دوسرے کنارے پر چلے جاؤ۔ یہ پل الگزینڈر سوم زار روس کے نام پر نامزد کیا گیا ہے۔ جو روس و فرانس کی پولیٹکل دوستی کی یادگار ہے۔ اور اس نمایش ۱۹۰۰ء کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ پیرس کی دریائے سین کے سب پلوں سے عمدہ اور خوبصورت ہے۔ اسپر بہت سا کام بت بنانے اور تعمیر اور سکلپچر کی خوبی کا کیا گیا ہے جس سے یہ نہایت قیمتی تعمیر شمار ہوتا ہے۔ یہ لوگ ایسی عمارات پر بت ایسی صنعت سے بناتے ہیں جو واقعات تاریخ کو ظاہر کرتے ہیں اور انسانی خیالات اور حالات وقت کے اظہار کا ذریعہ ہوتے ہیں۔ اس پل سے گزر کر سامنے "اسپلانا ڈے انوالیڈ" کا چوک آتا ہے۔ یہاں طبی عالیشان تین تین چار چار منزل کی عمارات مقابل مقابل تعمیر کی گئی ہیں۔ اور بیچ میں ایک کھلا بازار چھوڑا ہے جسکے اخیر پر ہوٹل انوالیڈ ہے۔ ان عمارات میں فرانس کی اور تمام ممالک دنیا کی ساختہ اشیائے تجارت بطور نمونہ رکھی گئی ہیں۔ ان اشیا سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ کس ملک میں کیا کیا چیز زیادہ بنتی ہے۔ اور کیسی بنتی ہے۔ حتی الوسع ہر ملک کے کاریگروں اور کارخانہ داروں نے اپنی حرفت کے بہترین نمونے دکھلانیکی کوشش کی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ ان ملکوں میں ہندوستان کی ساختہ کسی چیز کا نام و نشان بھی نہیں۔ نہ چین کا ہے۔ البتہ جاپان کی اشیا صنعت و دستکاری نے بہت سی جگہ گھیری ہوئی ہے۔ ہندوستان کی اشیاء کی نمایش ایک الگ مکان میں سیلون کے ساتھ ہے جیسی کہ بعض دیگر ممالک مثل چین و مراکو و الجیریا و ٹیونس و سوڈان سینیگال و جاوا وغیرہ ممالک کی ہے۔ یہاں کوئی ایسی چیزیں تو بنتی ہی نہیں جو دیگر ممالک یورپ میں وہاں کی استعمال کے لئے کھپتی ہیں۔ بلکہ اہل ہند کی سوشل زندگی کے لئے جو اشیا درکار ہوتی ہیں اور وہ ہندوستان میں بنتی ہیں۔ جو ہندوستانی خام پیداوار کے ساتھ اس مقام میں رکھی گئی ہیں۔ میں جو تفصیل دنیا کی صنعت و حرفت کی عجیب و غریب چیزوں اور بے نظیر اور حیران کر دینے والی کلوں اور کاریگریونکی بتدریج کئی خطوط میں لکھونگا۔ اُن سے اہل ہند اندازہ کر سکتے ہیں کہ قومیں دنیا میں کیا کر رہی ہیں۔ اور وہ کس خواب خرگوش میں ہیں۔ میں جہانتک غور کرتا ہوں اور جہانتک دیکھتا ہوں مجھے یورپ اور امریکہ کی ترقی کا باعث سوائے اُنکی تعلیم کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ لیکن تعلیم سے میری غرض صرف اعلیٰ التعلیم پانے اور ڈگریاں حاصل کرنیکی نہیں ہے۔ اعلیٰ تعلیم بہت عمدہ بات ہے لیکن ہر شخص کی قسمت اُس سے فائدہ اٹھانے کی نہیں ہوتی۔ اسلئے جو تعلیم دنیا میں زیادہ لوگ پاتے ہیں وہ ضروریات زندگی حاصل کرنیکے لائق بننے کی تعلیم ہے ہندوستان میں کئی لوگ ہیں جنہوں نے کالجوں میں فزک اور کیمسٹری اور جیالوجی پڑھی ہے لیکن کسی نے بھی کوئی نیا عنصر دریافت نہیں کیا۔ کوئی نیا مرکب کیمیاوی ایجاد نہیں کیا۔ نہ کوئی کان ہی دریافت کی ہے۔ یہاں لوگ صرف کتابیں ہی نہیں پڑھتے۔ بلکہ زیادہ لوگ نوشت و خواند سیکھکر کارخانوں میں کام سیکھتے ہیں۔ فرانس کا سب سے بڑا علم جراسیم کا ماہر اور بیکٹیریالوجی کا اُستاد بلکہ دریافت کرنیوالا پاسٹیور ہرگز گریجوایٹ یا اعلیٰ تعلیم یافتہ شخص نہیں تھا۔ صرف ایک عام کیمسٹ تھا۔ اُس نے اوہر توجہ کی اور آج بیکٹیریالوجی نے دنیا کے علوم صحت کی صورت بدل دی ہے۔ پاسٹیور کے سگ دیوانہ کے علاج نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔ فرانس نے بڑے

نازسی نمایشگاہ کے حفظ صحت کے سیکشن میں پاسٹیور کا بت رکھا ہی ایسی صدہا مثالیں ہیں۔ علم بہت ضروری ہی لیکن عمل اُس سی ضروری ہے ؎ علم چنداں کہ بیشتر خوانی + چوں عمل در تو نیست نادانی +
نہ محقق بود نہ دانشمند + چارپائے بروکتابے چند + عمل سے مراد میری علم کے ذریعہ سے صنعت وحرفت کی تعلیم میں ترقی کرنے کی ہی۔ یورپ میں یہی بڑی خوبی ہی کہ یہاں کے لوگ فوراً علم کو عمل کی کسوٹی پر کستے ہیں اور اس سی فائدہ اُٹھاتے ہیں۔ میرے خیال میں تو یہی راستہ منزل مقصود کا ہی۔ زیادہ علم عند اللہ ہے۔

استنہاض ہمم مسلمی الہند لانجاز سکۃ حدید الحجاز

خطبۃ القاہا فی احدی المجتمعات الادبیۃ فی بلدۃ امرتسر من اعمال ایالۃ پنجاب من ایالات البلاد الہندیۃ جناب السائح البغدادی حضرۃ السید الشریف والفاضل الادیب الظریف السید عبدالحق آفندی حقی الاعظمی الازہری یستنہض بہا ہمم من حضر فی ذلک النادی لمدید المساعدۃ لانجاز سکۃ حدید الحجاز ویرجو منہم ان یبلغوا دعوتہ ہذہ الی من لم یحضر وقد اخذ بمجامع قلوب من کان موجوداً ہناک من السراۃ والاعیان والتجار والعلماء لحسن الفائدۃ وجودۃ تعبیرہ۔ قال حفظہ اللہ بعد البسملۃ والحمدلۃ والصلولۃ ما نصہ

التمس من اخواننا الہندیین المسلمین ان یعیروا کلماتی اذاناً صاغیۃ وقلوباً واعیۃ ویبلغ الشاہد منہم الغائب ویحثہ علی اداء ہذا الواجب ولہم الشکر منی سلفاً

اخوانی لایخفاکم ان جلالۃ مولانا امیر المؤمنین وخلیفۃ رسول رب العالمین وامام المسلمین وحامی حمی الدین الاسلامی المبین السلطان الغازی عبدالحمید الثانی ایدہ اللہ بالقرآن والسبع المثانی قد قام الیوم بمشروع جلیل طالما تمنتہ نفوس المسلمین وصبت الیہ ارواحہم لما فیہ من جزیل الفوائد وجلیل العوائد للعباد والبلاد۔ وذلک المشروع العظیم ہو مد السکۃ الحدیدیۃ من الشام الی المدینۃ المنورۃ فمکۃ المکرمۃ بلد اللہ الحرام۔ لہذا ما طرق خبر قیام جلالتہ بہذا المشروع الفخیم سمع مسلم علی وجہ الارض یؤمن باللہ والیوم الآخر ویحب اللہ ورسولہ الا ورقص قلبہ جذلاً وسروراً وانطلق لسانہ بالدعاء لجلالۃ امیر المؤمنین ببقائہ مؤیداً منصوراً سیما وان الشروط المطلوبۃ فی مثل ہذہ الاعمال واحضرہا ان یکون القائمون بہا من التابعین قلباً وقالباً للدولۃ المالکۃ البلاد المراد انشاء ذلک فیہا اذ الغایۃ منہا انجاح البلاد وبنیہا والنہوض بہما الی معارج الحضارۃ والعمران۔ قد توفرت فی مشروع السکۃ الحدیدیۃ الحجازیۃ بل وزادت علیہا فان ہذہ السکۃ اول سکۃ اسلامیۃ محضۃ فہی لاجل اقامۃ رکن عظیم من ارکان الاسلام وفی بلاد کلہا اسلام وعمالہا کلہم من ابناء الاسلام وحدیدہا کلہ مصنوع فی عاصمۃ الاسلام (القسطنطینیۃ العلیۃ حماہا اللہ تعالی) وخشبہا من الغابات الامیریۃ الاسلامیۃ ولا یرکبہا الا المسلمون والآمر بانشائہا امیر المؤمنین والقائم بہا الحکومۃ الاسلامیۃ

اخوانی۔ ان مثل ہذا العمل لا تقوم بہ الدول بل الذی یقوم بہ اغنیاء رعایاہا فینتفعون منہا وینفعون اوطانہم وابنائہم وملتہم ودولتہم کما ہو الشان فی بلاد اوربا ولکن ما الحیلۃ والمسلمون نیام بل قصر الجیلون التصرف باموالہم۔ ولما رآہ جلالۃ امیر المؤمنین تقاعس المسلمین عن مجاراۃ الامم الحیۃ فیما یرقی الاوطان ویمد فیہا سرادق الحضارۃ والعمران وشاہد بعینہ الساہرۃ علی حفظ الاسلام وصیانۃ الحرمین الشریفین بیت اللہ الحرام وقبر سید الانام علیہ الصلوۃ والسلام وجوب مد السکۃ الحدیدیۃ الی البلاد الحجازیۃ لحمایۃ ہا ممن یرید بہا سوءً اصدر ارادتہ السنیۃ بمدہا من الشام الی تلک البلاد المقدسۃ مع الامر بسرعۃ انجازہا فی اقصر زمن یتأتی فیہ ذلک۔ ثم تبرع جلالتہ حفظہ اللہ تعالی بخمسین الف لیرۃ (پچاس ہزار پونڈ) من جیبہ الخاص اعانۃ لحکومتہ السنیۃ علی ہذا العمل الجلیل وتتبع جلالتہ عموم العثمانیین فی جمیع البلاد علی اختلاف طبقاتہم فتبرعوا بالدراہم والدنانیر الوافرۃ مع طیب نفس وکرم نقیبۃ اقتداءً بامامہم خلیفۃ رسول رب العالمین وحباً للہ ورسولہ فبرہنوا بہذا العمل الجمیل علی کمال ایمانہم فان حب اللہ غایۃ کمال الایمان یدلکم علی ذلک قولہ تعالی (والذین آمنوا اشد حباً للہ) فانہ قرن شدۃ حبہ سبحانہ وتعالی بالایمان الذی ہو مصدر الفضائل ومشرق انوار الکمالات۔ وہل الا عانۃ علی انجاز السکۃ الحدیدیۃ من حب اللہ ورسولہ۔ نعم فان حب اللہ ہو اتباعہ کما قال جل اسمہ (ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الایۃ) واتباعہ ہو الاہتمام بما یرضیہ ویرضی رسولہ من جمیع الطاعات۔ وای طاعۃ اعظم من حمایۃ نبیہ وتسہیل طریق الوصول الیہ علی قاصدیہ لاداء فریضۃ الحج۔ وصیانۃ قبر رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وتقریب اشباکہ الشریف لزائریہ۔ وہل ہذہ السکۃ ہی الوسیلۃ الوحیدۃ لحمایۃ البلاد الحجازیۃ۔ نعم لا یمتری عاقل فی ذلک فانہ اذا زحف الاوربیون علی ہذہ البلاد المقدسۃ من جدۃ لنوال امنیتہم والحصول علی مرغوبہم من تدمیر الکعبۃ شرفہا اللہ تعالی ونسف قبر نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ونقلہ الی متحف اللوفر عملاً بوصیۃ کیمون المجنون فہل یمکن لمحیی الجنود العثمانیۃ لحمایۃ ہذہ البلاد وصد الاعداء عنہا فی اقل من لمح البصر مع ما بینہا وبین عاصمۃ الاسلام من المفازات الواسعۃ والصحاری الشاسعۃ علی غیر ہذہ السکۃ۔ کلا ثم کلا۔ لا یتأتی مجیئہم علی غیرہا الا بعد ایام ولیال وآجال

چیمبرلین کی کھانسی کی دواء عام ہر دلعزیز ہی

اس دوائی نے راحت صحت بخش اوصاف اُسکی ذالیقہ کی عمدگی اور سریع ویقینی مدامی تاثیر نے اسو دنیا کے ہر حصہ میں لوگونکا ہر دلعزیز بنا دیا ہی خاصکر مائیں اپنے شیر خوار اور کم عمر بچونکو زکام معمولی وکالی کھانسی کے لئے بڑے شوق سی دیتی ہیں کیونکہ اس سی فوری آرام ہو جاتا ہی۔ اور چونکہ اسمیں افیون یا کوئی اور مضر بوٹی نہیں اسی جوانونکی طرح بچونکو بھی بلا تامل کھلانیمیں کسی ہرج نہیں

یہ دوائی شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی حال بازار امرتسر سی مل سکتی ہی

Chamberlains Pain Balm.

چیمبرلین کی مرہم درد کو اگر چاقو وغیرہ کے زخم۔ آگ یا گرم پانی سی جلے ہوئے مقام یا کسیطرح کی گھاؤ یا چوٹ پر لگایا جائے۔ تو درد کو فوراً تسکین ہو جائیگی اور زخم کو بھی اور سب دواؤنکی نسبت بہت جلد اچھا کر دیگی۔ اور اگر زخم نہایت ہی شدید نہ ہو۔ اسکے استعمال سی جلد پر کوئی داغ بھی باقی نہیں رہیگا۔ اس مرہم سی نقرس۔ پوح۔ آماس اور لنگڑاپن کو بھی آرام ہو جائیگا

یہ دوائی شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی حال بازار امرتسر سی مل سکتی ہے

طوال یکون الاعداء قد دخلوفیها واستولوا علی ظاهرها وخافیها (لاقدر الله) اذا یتحتم علی کل مسلم مدید المساعدة لسرعة انجازها بل یجب علیه کوجوب بعض الفرائض الخ۔ فان مشروع السکة الحدیدیة الحجازیة من سهولة الدفاع عن الحرمین الشریفین مهبط الوحی ومهدی الدین وقبلة کل المسلمین وبیت رب العالمین وقبر سید المرسلین علیه الصلوة والسلام اذا اراد العدو بهم سوءً۔

اخوانی۔ لما کنت فی مصر سمعت المصریین یثنون علی الهندیین المسلمین الثناء الجمیل لذلک لما اشتهر الهندیون به من المحبة القلبیة لجلالة امیر المومنین والاخلاص الخالص من الریاء لخلیفة رسول رب العالمین وقد تضافر فیما اعلم ارباب الصحف الاسلامیة علی تقریر هذه الحقیقة وهو ثوب یجب علی کل مسلم ان یتسربل به سواء کان فی شرق الکون او غربه وشماله او جنوبه۔ وقد تاقت نفسی منذ زمن غیر بعید للسیاحة فی البلاد الهندیة مع ضعفی۔ لسماع ومشاهدة آثار هذا الاخلاص بالسمع والبصر حتی یقر الخبر ما جاء به الخبر فقدمت الیها وطفتها غربا وشمالا وجنوبا فرئیت من اخواننا اکثر مما سمعت وشاهدت منهم ازید مما اخبرت من المحبة الصادقة لجلالة امام المسلمین والتعلق القلبی لعرش الخلافة الاسلامیة عملا لا یعنی بیانه فی هذه العجالة ..... الا ان ملا یدرک جله لا یترک قله اقول باختصار ان جمیع من لاقیتهم من الهندیین صغیرا کان او کبیرا وجری بینی وبینه ذکر جلالة خلیفة رسول رب العالمین یقول بملاء فیه مفتخرا انا معاشر الهندیین قد اشرب فی قلوبنا حب جلالة امیر المومنین السلطان عبد الحمید) ولا بدع فیجب علی المسلمین قاطبة حب امامهم العادل السلطان عبد الحمید ومعرفته حق المعرفة قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من مات ولم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة او کما قال۔ الا انی ارجو منکم یا اخواننا الهندیین السماح فی الافصاح عن انکم لا تجلو لقیته اخوانکم المسلمین یعتقدون فیکم الآن خلاف ما کانوا یعتقدونه من قبل فیحدثون ما اشتهرتم به من الاخلاص والمحبة شفشفة لسانیة اذا لم تنهضوا نهضة رجل واحد متحدین قلبا ولسانا فتجمعون من قاصیکم ودانیکم کبیرکم وصغیرکم مقدارا وافرا من الروپی اعانة للسکة الحدیدیة الحجازیة التی یجب علی کل مسلم مدید المساعدة لانجازها فی اقرب زمن۔ فاذا نهضتم وجمعتم من کل شخص ما تجود به نفسه ویمکنه علی التبرع به امتدارا له تکونوا قد ادیتم واجبا دینیا وبرهنتم علی صدق اخلاصکم لامامکم قولا وفعلا ولا تکونوا کالذین یقولون بالسنتهم ما لیس فی قلوبهم +

وکیل۔ قد نشرنا هذه الخطبة مشارکة لحضرة الخطیب الفاضل فی الدعوة الی نصرة الدین وحمایة بیت رب العالمین وصیانة قبر سید المرسلین فعسی ان یقتدی بنا ارباب الصحف الاسلامیة فیشارکونا فی هذه الدعوة بنقل هذه الخطبة البلیغة فی صحائفهم والله لا یضیع اجر المحسنین +

ہندوستان میں قحط اور اُسکا انسداد

ہندوستان میں انیسویں صدی کے نصف حصہ میں بدقسمتی سے قحط متواتر پڑتے رہتے ہیں جس سے نہ صرف بہت سے غریب لوگ مرجاتے ہیں بلکہ اُنکے چال چلن بھی بگڑ جاتے ہیں۔ ہندوستان کے عام لوگ اسقدر غریب ہیں اور خصوصاً سر ولیم ہنٹر صاحب مرحوم لائق مورخ ہند کی رائے کے بموجب ہندوستان کی قریباً چھ کروڑ باشندے اسقدر غریب ہیں کہ ملک میں ایک سال باوقت بارش ہونے اور اناج کی کمی کی باعث قحط پڑجاتا ہے۔ جس سے کہ لاکھوں لوگ قحط کے مارے پوری طاقتور خوراک نہ ملنے کے باعث مرجاتے ہیں ہندوستان کے قریباً پانچ کروڑ لوگ اسقدر مفلس ہیں کہ ان کو دن بھر میں دو دفعہ بھی پورا پیٹ بھر کر کھانا نصیب نہیں ہوتا۔

ہندوستان کے عام لوگوں کی ازحد مفلسی کا باعث یہ ہے کہ یہاں کی قدیم صنعت اور کارخانے بالکل معدوم ہوگئے ہیں اور اسلئے مزدوری پیشہ لوگوں کو دستکاری سے کماکر کھانیکے لئے محنت میسر نہیں ہوتی +

گورنمنٹ بیشک قحط کے باری میں بہت کچھ انتظام کرتی ہے اور اب بھی کر رہی ہے۔ یعنے ملک کی ہر حصہ اور بڑی شہروں میں بھاری چندے جمع کرکے خیراتی امداد عطا کرتی ہے مگر جب تک گورنمنٹ اور ہندوستان کے لوگ ان قحط کے اصلی سببوں کو دریافت کرکے ان قحطوں کا علاج نہیں کرتے تب تک یہ قحط ہمیشہ جاری رہینگے

یعنے آجکل ہندوستان کے عام لوگ اسقدر غریب ہیں کہ جس سال باعث نہونے بارش کے اناج کم پیدا ہوا اور کمی اناج کے باعث مہنگا ہوا تو ہندوستان کے لاکھوں اور کروڑوں پر مصیبت اور آفت نازل ہوتی ہے ہندوستان کی قحط کا علاج گورنمنٹ اور ہندوستان کے لوگوں کے اختیار میں ہے جہت درجہ تک ہے جو کسی قدر تفصیل کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

ہندوستان ایک زراعتی ملک ہے جہانکہ ۸۰ فیصدی باشندے زراعت پر گذران کرتے ہیں اگر گورنمنٹ ہندوستان کی زراعت کی خاطر خواہ ترقی کی طرف کافی توجہ دیں اور لوگ ہندوستان کے کارخانوں کو قائم کرنیمیں مستعد ہوجاویں۔ جس سے کہ عام لوگوں کو محنت کرنی میسر ہوجاوے تو ہندوستان میں قحط شاذ و نادر وقوع ہو

ہندوستان میں کروڑہا ایکڑ زمین کے غیر آباد پڑے ہیں کیونکہ ملک میں ان اراضیات کی سیرابی کا بخوبی انتظام نہیں ہوا ہے۔ اگر ہندوستان کی نہایت بڑے اور بیشمار دریاؤں سے نہریں کھودی جاویں جو ان غیر آباد اراضیات کو سیراب کرکے آباد اور زرخیز کریں تو ملک میں مقدار اراضی زیر کاشت بڑھ جاویگی جس سے پیداوار اناج بھی چند گنا ایزاد ہوجاویگی۔ جو کہ ملک کے لوگوں کی ضروریات کے لئے کافی ہوگی۔

آجکل گورنمنٹ نئی نئی ریلوں کی لائنوں کے کھولنے کی طرف زیادہ توجہ اور خرچ منظور کرتی ہے اور زراعت کی ترقی اور انہار کے کھودنے کیطرف اسقدر توجہ اور خرچ نہیں کرتی جسقدر کہ ریلوں کی نئی نئی لائنوں کی توسیع کیطرف جسکا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ ہر سال کروڑہا روپیہ ریلوں کی مصالحوں کی خریدنیکے لئے ہندوستان سے باہر نکلتا جاتا ہے جس سے ملک دن بدن غریب ہوتا جاتا ہے۔ اگر یہ روپیہ ہندوستان کی زراعت کی ترقی اور نہروں کے کھودنے میں صرف ہوتو نہ صرف ملک میں یہ روپیہ برستور رہیگا بلکہ ملک میں پیداوار اناج اسقدر بڑھ جاویگی کہ کبھی بھی ملک میں قحط واقع نہو +

بڑے افسوس کا مقام ہے کہ گورنمنٹ انڈیا کو قریباً ۲۷ کروڑ روپیہ سالانہ اراضی سے بطور پٹہ یعنی محصول اراضیات وصول ہوتا ہے لیکن گورنمنٹ خالص ترقی زراعت میں صرف ۵ لاکھ ہی صرف کرتی ہے اور قریباً ۷۵ لاکھ محکمہ انہار میں صرف کرتی ہے۔ اب لارڈ کرزن نے ایک کروڑ روپیہ کیا ہے۔ حالانکہ ہر سال ۷ یا ۸ کروڑ روپیہ سے زیادہ نئی ریلوں کی کھولنے میں خرچ کرتی ہے۔ جبتک گورنمنٹ ہندوستان کی ترقی زراعت اور اراضیات کے عمدہ انتظام سیرابی کیطرف کافی توجہ اور روپیہ صرف نہیں کریگی تب تک قحط ملک میں بند نہیں ہونگے۔ ان بکثرت قحطوں کے پڑنے سے ملک کا بہت ہی بڑا بھاری نقصان ہوتا ہے۔ نہ صرف ملک کے لاکھوں غریب لوگ قحط کے دنوں میں پوری اور طاقتور خوراک کے نہ ملنے کے باعث مرجاتے ہیں بلکہ غریب لوگوں کی چال چلن بد ہوجاتے ہیں اور نیز قحط کے دنوں میں مزدوری سے کماکر کھانیوالوں کو بھی بھیک مانگنا پڑتا ہے اور جب بھیک مانگنے کی

ہندوستانکی خبریں

قحط زدہ یتیم ۔ گورنمنٹ بمبئی نے اس اصول پر کہ مشنری بچوں کی اوس زمانہ تک پرورش کریگے جبتک اونکے اعزا اونکو لینے نہ آویں یا دوسرا معقول انتظام نہ ہو۔ بچے حوالے کئے تھے۔ مگر مشنریوں نے اسکو دور بیجا شروع کردیا کہ جہاں کسی کو اطلاع نہ ہو۔ گورنمنٹ بمبئی نے اخبارات کی شکایت پر ممانعت کردی ہے۔ کہ کوئی یتیم اوس مقام سے جہاں پر وہ پایا جائے ۵۰ میل سے زائد فاصلہ پر نہ بھیجا جاوے اور ہر ایک آسامی اعزا کو پہونچائی جاوے کہ وہ بعد قحط اپنے بچوں کو لیجاویں۔ اخبار مرہٹہ کی یہ تحریک معقول ہے کہ گورنمنٹ جب مشنریوں کے پاس یتیم بھیجے تو یہ ذہن نشین کردے کہ اگر عالی ہمتی سے وہ یتیموں کی پرورش کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ ورنہ لڑکوں کو اپنے انتظام میں لینا قبول نہ کریں۔

مقدمات بلوہ کانپور ۔ خبر کہ ہیں مجرموں میں سے ایک کی ماں نے جوں ہی سشن جج صاحب بہادر کا حکم سنا۔ کہ اوسکا بیٹا پھانسی کا سزایاب ہوا زمین پر بیہوش گری اور وہیں دم آخری توڑدیا۔

علیگڈھ کالج ۔ شنبہ گذشتہ کو علی گڈھ کالج کے ٹرسٹیون کا سالانہ جلسہ اسٹریچی ہال میں منعقد ہوا آنریبل نواب ممتاز الدولہ محمد فیاض علیخانصاحب صدر نشین تھے۔ بجٹ بابت سال حال پیش ہوکر چند ترمیموں کے بعد منظور ہوا۔ ۱۰ ہزار روپیہ مسٹر بیک کو بجلدہ دینے انکی خاوند کی خدمات کی بحساب دو ہزار روپیہ سالانہ دینا منظور ہوا۔ مگر سب سے زیادہ تعجب انگیز واقعہ جلسہ میں یہ ہوا۔ کہ نواب محسن الملک صاحب نے اطلاع دی کہ وہ ۱۵۔ اکتوبر سے کالج کے سکرٹری شپ سے مستعفی ہوجائیں گے۔ تمام ٹرسٹیون نے جو موجود تھے نواب صاحب سے التجا کی۔ کہ وہ اپنے اس ارادہ سے باز رہیں مگر خوف کیا جاتا ہے کہ نواب صاحب استعفا واپس نہ لیں گے جسکے باعث ٹرسٹیو میں سخت پریشانی ہے۔ نواب محسن الملک صاحب کی محنت و جانفشانی اور بیغرضانہ کوششوں کا یہ نتیجہ ہے کہ کالج پچھلی مشکلات سے بچا۔ بعد سرسید احمد خان کے جس خوبی سے نواب صاحب نے اس کالج کا بیڑہ پار کیا ہے۔ کیسکو امید نہیں ہوسکتی تھی۔

لارڈ کرزن اور گورنکی مقدمات لارڈ صاحب ممدوح نے اوس گورے کی رہائی کے اسباب پوچھے جو ابھی چیف کورٹ پنجاب سے رہا کیا گیا۔ لیفٹنٹ گورنر صاحب نے کہا کہ ایسے مقدمات میں جوری سے انصاف نہیں ہوسکتا ہے یعنے انگریز جوری اپنے ہموقوم ملزم کے ساتھ رعایت کرتے ہیں لارڈ صاحب بہادر نے فرمایا۔ کہ ہمکو اس رائے سے اتفاق نہیں ہے ہم ہر ایک کارروائی اختیار کریں گے۔ جس سے انگریزی انصاف کے دامن سے دھبہ مٹے کہ ایسے مقدمات میں انصاف نہیں ہوتا ہے۔

ولایت میں انجینیرنگ کالج باوجود اُس سختی کے جو خاص ہندوستانی امیدواران کے ساتھ کی گئی ہے۔ امسال بھی دو ہندوستانی نوجوانوں نے امتحان کو برہاس کالج میں پاس کرلیا اور مسٹر دتی کا نمبر اوّل آیا۔ اکثر لوگوں کو یورپ میں حیرت ہے۔ یہ دونو طالب علم مسٹر ٹاٹا کی فیاضی کی بدولت ولایت پہونچے تھے اور انہیں کے باعث آج ان دونو نے ایک مرتبہ اور ہندوستان کا تذکرہ لغزانہ سے کرایا۔

دیوانہ ملا کا مدت سے کچھ حال معلوم نہیں ہوا لیکن بقول پاونیر وہ ہنوز بقید حیات ہے اگرچہ مذہبی دیوانگی کے کچھ آثار اس سے ظاہر نہیں ہوتے وہ کوہستان سوات میں چکدرہ کے قریب رہتا ہے اور اب بھی چند خوش اعتقاد مرید اسکے ساتھ ہیں۔ مگر سواتی اور دیگر ہمسایہ قوموں کے

اب اسکی نسبت وہ عقیدہ باقی نہیں ہے جو ۹۷-۱۸۹۸ء میں تھا جبکہ وہ انکو جہاد پر آمادہ کرکے لایا تھا۔ خدا معلوم سرحد پر کبتک امن رہے کیونکہ انکو وحشت سوار ہوتے دیر بھی نہیں لگتی لیکن بات یہ ہے کہ جنرل غلام حیدر خاں کی وفات کے بعد سے سرحدی ملا چپ چاپ نظر آتے ہیں انکے زبردست معاون کے مرجانے سے شاید انکو برٹش گورنمنٹ کے خلاف سرکشی کا حوصلہ نہیں رہا ہے۔ اس لئے خوش قسمتی سے مالاکند چترال کی سڑک اور پشاور کوہاٹ کی سرحد پر آجکل دونو طرف امن ہے۔

شاہ ایران اور آغاخاں ایران کے شاہ کجکلاہ جیب المیم کے شہر اوسٹنڈ میں وارد ہوئے ان ایام میں عالی جناب پرنس آغاخان صاحب بتقدائے خوبجگان بمبئی بھی رونق افروز تھے جو غربی ہند کی الوالعزم قوم خوجہ کے دینی سرپرست ہیں شاہ ایران نے عالی جناب آغاخانصاحب کو اپنے ہاں بڑے اعزاز سے مدعو فرمایا اور انکو شمس الہمایون کا جلیل القدر خطاب عطا کیا۔ یہ خطاب ایران میں شاہی خاندان کے چیدہ لوگوں کے سوا اور کسی کو نہیں ملتا ہے۔ علاوہ اس خطاب کے شاہ ممدوح نے ایک نہایت قیمتی خلعت فاخرہ بھی عطا فرمایا۔ عالیجناب آغاخان صاحب نے بھی شاہ ممدوح کی خدمت میں نہایت قیمتی تحائف پیشکش فرمائے اور نیز انکو اپنے ہاں مدعو فرماکر ایک نہایت تکلف دعوت دی۔ جسروز شاہ ممدوح روانہ ہونے کو تھے اسی روز لندن کے پارسیوں کی طرف سے ایک نہایت انکی حضور میں پیش ہوئی۔ شاہ ممدوح کے ہمراہ اسوقت انکے مدارالمہام بھی تھے۔ نہایت دوستانہ گفتگو ہوتی رہی۔ پارسیوں کیطرف سے ایک سپاسنامہ بصورت ایڈریس کے پیش کیا گیا جسکا جواب کمال شفقت اور محبت کے الفاظ سے مملو تھا۔

شاہ ممدوح نے اس موقع پر سر ایم بھونگری صاحب ہندی ممبر پارلیمنٹ کو شیر و خورشید کا خطاب عطا فرمایا۔

سر بلوڈن اب حیدرآباد کو واپس نہیں جائیں گے کلکتہ میں اونکی [illegible] مقرر ہوئے ہیں۔

لاہور میں واٹر ورکس کی توسیع کیجارہی ہے۔ شاہدرہ کے متصل موضع سلامت پورہ میں ہیضہ سے بالاوسط چالیس جانیں یومیہ ضائع ہورہی ہیں۔ ملک کے اکثر بڑے بڑے شہروں میں ہیضہ کی شکایت بدستور چلی جاتی ہے جسکا باعث اولین تو خود لوگوں کی جہالت ہے جو بروقت علاج نہیں کرتے۔ اور نہ صفائی کا کچھ خیال رکھتے ہیں۔ اور دوسرے درجہ پر میونسپلٹیوں کے عملہ صفائی اور دیگر کارکنوں کی لاپرواہی اس وبا کا سبب ہے۔ ڈاکٹروں اور حکیموں کا بیان ہے کہ جس مریض ہیضہ کا بروقت علاج شروع ہوگیا وہ عموماً جان بر ہوجاتا ہے۔ مستطیع لوگوں کو آجکل کے موسم میں چیمبرلین کی دوائی ہیضہ یا کلوروڈین کی ایک ایک شیشی ضرور اپنے گھروں میں رکھنی چاہئے تاکہ خدانخواستہ اگر رات کو وقت ضرورت پڑجائے۔ تو اپنے گھر یا محلہ میں اسکو فوراً استعمال کرسکیں کیونکہ اکثر ایسا ہوا ہے کہ کسی شخص کو آدھی رات کے قریب شکایت ہوئی۔ اسوقت دوائی یا طبیب نہ ملا اور مریض صبح سے پہلے راہی ملک بقا ہوگیا۔

سیستان کے انگریزی قونصل نے کانپور کے انگریزی کارخانوں کو لکھا ہے۔ کہ اس ایرانی علاقہ میں چرمی سامان و بوٹ۔ زین وغیرہ کی بہت کھپت ہوسکتی ہے۔ امید ہے کہ دیسی کارخانہ دار بھی اس نئی منڈی سے ضرور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں گے۔

مسودہ قانون استمال اراضی میں جو نئی صورت رہن تجویز کیگئی ہے۔ ۲۳۔ اگست کے پاونیر نے بھی اسکو سخت ناپسند کیا ہے۔

جودھپور کے سوار جہاز پر سوار ہوچکے تھے کہ ایک آدمی ہیضہ سے بیمار ہوگیا۔ ۲۸ دین مدراس انفنٹری میں بھی جو چین جانیوالی ہے۔ اوسیلن (۲۰۔ اگست) ایک آدمی ہیضہ سے فوت ہوگیا۔

کل ہندوستان میں اسوقت پچاس لاکھ کے قریب آدمی امدادی کام پر ہیں۔ احاطہ بمبئی میں امدادی کاموں کے اکثر کارکن غبن اور خیانت کے جرم میں ثابت ہوئے ہیں۔

سکہ منیجر ہندوستانی پریس کانپور مطبوعہ منشی گلاب الدین صاحب ایڈیٹر وکیل کانپور۔ اور شائع کردہ منشی گلاب الدین صاحب ایڈیٹر وکیل کانپور۔

مقدمات قائم کرکے عدالت کے احکام کی اوسکی واپسی پر تعمیل کیجائے گی۔ قسطنطنیہ میں روسی سفارت کو قائم ہوئے ۱۶ جولائی ۱۹۰۸ء کو پورے دو سو برس ہوئے اس موقعہ پر روسی سفیر نے ایک پر تکلف دعوت دی۔ حسین زادہ سزا یافتہ ۴۴

اسلامی خبریں

افسوس ہزار افسوس کہ مولانا و متقدانا بحر العلوم شمس العلماء مولوی محمد حلیم صاحب یادگار مولانا بحر العلوم لکھنوی شب گذشتہ بتاریخ ۲۰۔ اگست ۱۹۰۸ء لکھنو میں راہی عالم بقا ہوئے (انا للہ وانا الیہ راجعون) آپکا علم و فضل۔ ورع تقوی۔ پرہیزگاری۔ توکل اور بزرگانہ کمالات میں جواب نہ تھا۔ وہ اب ہندوستان کے علماء میں مشکل سے ملیگا۔ آپ ان زبردست متقی پرہیزگاروں اور متوکلین میں شمار کئے جاتے تھے۔ جسکی مثال فی زمانہ شاذ۔ اور زمانہ گذشتہ میں جبکہ اسلام کے علم و فضل کا تمام عالم میں ڈنکا بجتا تھا۔ کثرت سے ملیگی۔ مولانا مرحوم کو دار العلوم ندوۃ العلماء کے ساتھ ایک خاص طور پر دلچسپی اور ہمدردی تھی۔

مولانا مرحوم کو دوشنبہ کے روز صبح سے اسہال و استفراغ شروع ہوئے۔ دو بجے کے قریب جناب حکیم عبد العزیز صاحب ظلہ و ڈاکٹر خان بہادر عبد الرحیم صاحب اسسٹنٹ سرجن تشریف لائے۔ سنا ہے کہ آپنے دونوں صاحبوں سے فرمایا کہ اب دوا نہ کرو۔ وقت آگیا۔ بعض لوگوں کا بیان ہے کہ اسی شب کو آپنے خواب بھی دیکھا تھا۔ جو سفر آخرت کے متعلق تھا۔ اوسکے بعد صبح سے بیماری پیدا ہوگئی غرضکہ جناب حکیم صاحب سے فرمایا کہ میں نے تمکو اور تمہارے بال بچوں کو خدا کے سپرد کیا۔ کیونکہ مولانا کو جناب حکیم صاحب سے ایک خاص طور پر محبت تھی۔ شب شنبہ کو انتقال فرمایا۔ جنازہ روز شنبہ کو قریب ۱۱ بجے دن مولوی انوار صاحب کے باغیچہ جہاں بڑے بڑے اکابر علماء دین آرام فرما رہے ہیں۔ لایا گیا۔ (راقم نامہ نگار)

نواب فرزند ارجمند سپہ سالار افواج حضور نظام نے بھی مہم چین میں شامل ہونے کی اجازت عطا ہونے کی درخواست کی تھی۔ جسے گورنمنٹ عالیہ نے منظور کرکے نواب ممدوح کو جنرل کمنس کمانڈر چہارم انڈین بریگیڈ کے سٹاف میں مامور فرمایا۔ اور نواب موصوف ۲۳ اگست کو ریاست سے تشریف لے گئے۔ فوجی معاملات میں سپہ سالار الدولہ بہادر کے برابر بہت کم دیسی افسر ماہر ہونگے۔ بلکہ انکا تجربہ اور ملکہ سپاہگری اکثر یوروپین افسروں سے بھی کم پایہ کا نہیں۔ اور یہی کوئی کلام نہیں کہ ہندوستانی سپاہیوں کی طرح میجر ممدوح و مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب جینیوں۔ بالخصوص دنیا کی دیگر مہذب اقوام کے دلوں میں دیسی افسروں اور سپہ سالار دن کی قابلیت و شجاعت اور وفاداری و جان نثاری کا پورا پورا سکہ بٹھا دینگے۔

بابعالی نے دو سو آٹھ جلد چلنے والی توپوں کے علاوہ جو آٹھ زیر مرمت آہن پوش جہاز فوراً چڑھائی جائینگی۔ تارپیڈو کشتیاں غرق کرنے والے دو جہازوں کی تیاری کا بھی کام جرمن کارخانہ کرپ کو سپرد کیا ہے۔ اور محولہ بالا آٹھ جہازوں کی مرمت کے علاوہ اٹلی کے شہر جنوا کے کارخانہ انسالڈو کو اسی قسم کے دس جہازوں کی تیاری کا۔ ترکی کی بیڑہ میں تارپیڈو کشتیاں تو بیڑہ کی جمعیت و طاقت کی مناسبت سے کافی موجود ہیں۔ مگر تارپیڈو کشتیوں کو غرق کرنیوالے جہاز دو تین ہی تھے۔ آہن پوشوں کی درستی و استحکام کے ساتھ ساتھ بحری طاقت کے اس ایک اور اہم نقص کی بھی خلافت مآب کی توجہ سامی کی بفضل معقول تلافی و اصلاح ہو جائے گی۔

نواب محسن الملک نے انجمن اشاعت علوم کی دعوت پر بتاریخ ۲۲۔ اگست لکھنو میں ہندو مسلمانوں کے اتحاد کے مضمون پر ایک طویل لکچر دیا۔ انجمن مذکور کے بانی مبانی اور سرگروہ اعیان ہند و اصحاب ہیں۔ اگر نواب ممدوح کے بعض ریمارک جو حالات موجودہ اور کمزور بھائیوں کے ساتھ غالب فریق کے سلوک کو بلاکم و کاست ظاہر کر رہے ہیں۔ فریق مذکور کے اکثر ارکان پر موثر ثابت ہوں۔ تو یہ لکچر ملک کے حق میں ایک بہت بڑی خدمت سمجھا جائیگا۔ اور اگر مسٹر جسٹس رانا ڈے کیطرح نواب صاحب کی نصائح و مساعی بھی نقش بر آب ثابت ہوئیں۔ تو ملک کی بدنصیبی!!

حجاز شام ریلوی۔ منشی محمد ابراہیم حسین صاحب سبزواری نروانہ ریاست پٹیالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ اس مقدس ریلوی کے لئے اونکے پاس للہ ۳۵۰ روپیہ جمع ہوئے ہیں۔ بیس روپیہ مولوی عبد الحمید صاحب مالگذار و خریدار وکیل نے۔ دس روپیہ خود منشی محمد ابراہیم صاحب نے۔ دو روپیہ منشی کریم بخش صاحب منصرم۔ اور ایک روپیہ منشی محمد ابراہیم صاحب پٹواری و منشی محمد سراج الدین صاحب امین نے عطا کیا۔ یہ رقم ابھی تک منشی صاحب کے پاس جمع ہے اور وہ براہ راست قسطنطنیہ کا پتہ چاہتے ہیں۔ جو ۲۳ جولائی کے وکیل میں بالصراحت درج ہو چکا ہے۔ لیکن بدیں خیال کہ شاید اونکے پاس فایل نہ ہو۔ دوبارہ لکھدیا جاتا ہے کہ وہ زر چندہ بذریعہ منی آرڈر ہز اکسلنسی رشاد بے وزیر صیغہ فنانس (صیغہ مال) و پریسیڈنٹ حجاز ریلوے کمیٹن۔ قسطنطنیہ۔ ٹرکی کے پتہ پر بھیجدیں۔ اور ساتھ بالضرور ایک اجمالی خط مع فہرست چندہ دہندگان انگریزی یا فارسی میں صاحب ممدوح کیطرف بھیجدیں۔ ہندوستان میں اگر وہ چاہیں تو جناب ملا محمد عبید القیوم صاحب کی خدمت میں بمقام حیدرآباد دکن یا میاں غلام نبی حبیب اللہ صاحبان کے پاس بمقام امرتسر بھیج سکتے ہیں۔ ان سے بہتر امین ملک بہر میں کوئی اور مشکل سے مل سکتا ہے۔

بوسینا اور ہرزی گوینا کے مسلمانوں پر آسٹروی حکومت کے جبر و ستم کا بارہا ذکر ہو چکا ہے کچھ عرصہ سے یہ مظالم صبر برداشت سے گذر گئے ہیں۔ قومی مدارس یکلخت سے قطعاً بند کر دیئے گئے ہیں اور ترکی و عربی زبان کی تعلیم حکماً ممنوع کر دیگئی ہے۔ پادری مسلمان لڑکیوں کو جوافکے مدارس میں پڑھتی ہیں۔ جبراً عیسائی بنا کر اڑا لیجاتے ہیں۔ اور حکومت کوئی داد فریاد نہیں سنتی۔ آسٹروی حکومت میں رومن کیتھولک پادریوں کا اسقدر زور ہے۔ کہ حکومت اونسے کسی معاملہ میں تعرض ہونے کی جرأت تک نہیں کر سکتی۔ عیسائی مسلمانوں کے قبرستانوں اور معہد مکانوں اور مسجد زمینوں پر جبراً مکان بنا لیتے ہیں۔ اور کوئی پرسان نہیں ہوتا۔ ان صوبوں میں سات لاکھ مسلمان آباد ہیں یعنے وہ آبادی کا تیسرا حصہ ہیں۔ اور ترکی حکومت کے وقت وہ تقریباً تین چوتھائی زمین کے مالک تھے۔ اب ایک تہائی کے بھی نہیں رہنے دیئے گئے۔ ان مظالم سے تنگ آکر ہزاروں مسلمان پچھلے چند برسوں میں ہجرت کر گئے۔ اکثر اپنے آباؤ اجداد کے خون بہا کر حاصل کئے ہوئے املاک اور انکی قبریں اور ہڈیوں کو چھوڑ کر چلا جانا گوارا نہ کر سکے۔ مگر اب یہ بھی تنگ آکر ہجرت پر آمادہ ہو گئے ہیں آخری چارہ کے طور انہوں نے مئی میں ایک وفد ولیانا بھیجا۔ لیکن قیصر اور وزیر داخلیہ تک بار یابی نہ ہوئی۔ اور تحریری معروضات کا کچھ جواب نہ ملا۔ اسپر یہ لوگ صوبہ ہنگری کے صدر مقام بودا پست کو گئے۔ اور اب وہانکے پارلیمنٹ کے ممبروں سے جو گو آسٹریا کے ماتحت ہیں۔ مگر اندرونی خود مختاری رکھتے ہیں۔ اور سلطنت کے معاملات میں اونکو معقول دخل حاصل ہے فریاد کر رہے ہیں۔ وہاں اونکی کسیقدر شنوائی ہوئی ہے۔ اور اکثر انگریز اخبارات انکی مظلومیت کو زوردار عبارت میں ظاہر کر رہے ہیں۔ لیکن رعیت پرور آسٹروی حکومت سے داد رسی کی اسکے باوصف کوئی امید نہیں اور ان صوبوں کے باقیماندہ مسلمانوں میں سے حصہ کثیر بلاد عثمانیہ کو ہجرت کر جانیکا تہیہ کر رہا ہے۔ یہ دونو صوبے عارضی طور پر حسن انتظام کے لئے آسٹریا کے سپرد کئے گئے تھے۔ اسکا حسن انتظام ۳۲ برس سے کل دنیا مشاہدہ کر رہی ہے۔ لیکن چونکہ وہ عیسائی سلطنت ہو کسی مسیحی محب انسان کی اخوت انسانی کو ذرہ بھر تحریک نہیں ہوئی۔ اگر سلطنت عثمانیہ میں کسی عیسائی قوم پر ان مظالم کا سواں حصہ بھی کبھی ظہور میں آتا تو یہ نیک بخت فوراً آسمان کو سر پر اٹھا لیتے۔ جاوا۔ الجزائر اور بوسینا وغیرہ میں مسلمان جو سختیاں برداشت کر رہے ہیں۔ اسکے مقابلہ پر جو بھی آزادی اور ترقی کر نیکے جملہ وسائل سلطنت طرابلس کے تمام حصص میں غیر مسیحی رعایا کو حاصل ہیں۔ اگر یہ قومیں اسکی قدر نہ کریں تو سخت کفران نعمت کرنیوالی ہونگی۔ انگریزی حکومت کی قوقیت و برتری اور روز افزوں اقبال کا اصلی راز اسکی یہی رعیت پروری اور

تار کی خبریں

لندن ۲۳۔ اگست۔ محاربۂ چین۔ مارشل والڈرسی کل چین جانے کے لئے نیپلز میں جہاز پہ سوار ہوا۔ پیکن کو جس متفقہ فوج نے فتح کیا۔ اوسے راستہ میں فرنچ دستہ کا کچھ حصہ بھی پیچھے سے آملا تھا۔ جرمن دستہ کا ہراول ۱۷۔ اگست کو پہونچا۔ فتح پیکن میں امریکن دستہ کے ۳۸ ضائع ہوئے تاتاری شہر میں سب سے اول سکھ فوج داخل ہوئی۔ اور اوسکے صرف دو آدمی ضائع ہوئے۔ امریکہ نے جو چار ہزار مزید فوج چین کو بھیجی تھی۔ یہاں ضرورت نہ رہجانے کی وجہ سے اوسے راستہ سے منیلا کیطرف بھیجدیا گیا ہے۔ (جزائر فلپائین میں اسوقت ستر اسی ہزار فوج کے قریب امریکن فوج موجود ہے۔ اور وہ ۱۸۹۷ء سے محب وطن باشندوں کو مطیع بنانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ لیکن ابتک آزادی پسند باشندگان کے حوصلوں کو پست نہیں کرسکی۔ وکیل) فتح پیکن میں روسی دستہ سے ۱۹ ضائع ہوئے۔ ایک جنرل زخمی ہوا۔ وہ بھی اسی تعداد میں شامل ہے۔ باہمی رقابت و حسد کی وجہ سے مقامات تنگہائی و دوسونگ میں اسوقت دول غیر کے ۳۷ جہاز وزنی ۷۰ ہزار ٹن موجود ہیں (جرمنی نے چپکے چپکے بحیرۂ چین کو اسقدر جنگی جہاز بھیجدیئے ہیں کہ اسوقت جاپان کے سوا اوسکا بیڑہ سب باقی طاقتوں کے بیڑوں پر فوقیت رکھتا ہے۔ انگریزی بیڑہ کی طاقت بھی اوس سے بڑھ جاکم ہے۔ بالفاظ دیگر قیصر نے اس امر کا معقول انتظام کرلیا ہے۔ کہ تنازعہ شرق الاقصے کی تصفیہ میں اوسکی رائے کو خاصہ غلبہ حاصل رہے۔ وکیل)

محاربہ ٹرانسوال۔ جنرل فرنچ اور بلر کل مقاموں وکسوالی کیطرف بڑھے۔ بویر دستی جنرل بلر کی کچھ مزاحمت کی جس میں بلر کے سات قتل اور ۳۰ زخمی ہوئے۔ یہ علاقہ بہت دشوار گذار ہے دو ہزار دس بویر قیدی اور نصف انگریزی پلٹن تین جہاز ونپر ڈربن سے سیلون کو روانہ ہوئی ہے۔ بویر جنرل ڈی وٹ تین سو ہمراہیوں کو لیکر پھر کوہستان مگالیس برگ سے پیچھے کو عبور کرگیا ہے۔ اوسکو دیکھا کہ مشرق کیطرف بڑھنا محال ہے۔ انگریزی فوج سارے راستے روکے ہوئے ہے۔ وہ اپنی توپوں کو دفن کرکے پھر فری سٹیٹ کو جانیکا ارادہ رکھتا ہے۔ (۲۴۔ اگست) جنرل ہیڈن پاول کی ۲۱۔ اگست کو بویر جنرل گرو بلر کے عقبی دستہ سے سارا دن لڑائی ہوئی۔ آخر غنیم دریا پنیار سے مشرق کیطرف پسپا کردیا گیا۔ بدوران معرکہ فریقین کے ہراولوں نے ہالمقابل ایکدوسرے پر گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی چھوڑکر دھاوا کیا۔ اور دونوں نے سخت نقصان اٹھایا۔ ہماری فوج سے ایک کرنیل چار سپاہی ہلاک اور دو افسر ۷ سپاہی زخمی ہوئے۔ بویر حکومت نے اپنی رعایا کے نام اشتہار شائع کیا ہے کہ جو بویر لڑ رہے ہیں۔ اونکے ہر نقصان کا جو انگریزی فوجنے اونکی جایداد کو پہونچایا سرکاری خزانہ سے معاوضہ دیا جائیگا۔ وہ باطمینان خاطر لڑتے رہیں۔

۲۴۔ اگست۔ محاربہ چین۔ متفقہ افواج نے ۱۶۔ کو تفصوری شہر پر حملہ کرکے تمام مزاحمت کنندگان کو وہاں سے خارج کردیا۔ بعد ازاں شاہی عمارات پر سنتری مقرر کئے گئے کہ کوئی لوٹ کھسوٹ نہ ہو۔ تمام طاقتوں کے کمانڈروں نے مشترکہ انتظام کا بندوبست کیا ہے۔ امریکہ میں خیال ہے۔ کہ غالباً متفقہ افواج کو سارا موسم سرما پیکن میں رہنا پڑیگا۔ تیس فرنچ اور دس طالین بحری سپاہی ۱۶۔ اگست تک پیکن کے ایک گرجہ میں حیرت انگیز شجاعت سے اپنا بچاؤ کرتے رہے۔ روسیوں نے مانچوریا میں ست سیکار کے قریب مقام مرگن مع دس توپوں کے فتح کرلیا ہے۔ چینیوں کا بہت نقصان ہوا۔ ۱۹۔ اگست کو بمقام ٹنٹیسن لڑائی ہوئی۔ امریکن و جاپانی افواج نے چینی حملہ آوروں کو پسپا کیا۔ جرمنی کے ایماء سے بلجیم نے چین کو فوج بھیجنے کا عزم چھوڑ دیا ہے۔ بمقام امواے چینی بلوائیوں نے کئی انگریزی اور امریکن مشن خانے اور ایک جاپانی معبد جلادیا ہے۔ جاپانی بحری سپاہی خشکی پر اتار دیئے گئے ہیں۔ جو اجنبیوں کی بستی کی حفاظت کر رہے ہیں۔

محاربہ ٹرانسوال۔ جنرل باتول نے ۲۲۔ کو بویروں سے ایکسو انگریز قیدی چھڑائے اور ۲۵ بویر گرفتار کئے۔ جنمیں ایک جرمن افسر توپخانہ بھی شامل ہے۔ انگریزی پیترول کو دریا برانڈواٹر کے متصل مارسر ایفل کے ڈیڑھ لاکھ کارتوس، بارہ گولے اور ڈائی من ڈائنامیٹ مدفون ملا۔

قیصر جرمنی کی والدہ ماجدہ (دختر ملکہ معظمہ) سخت بیمار ہیں۔ وہ ہیمبرگ کے قریب ایک قصبہ میں مقیم ہیں قیصر اور شہزادہ ویلز ایک دفعہ جاکر اونکو ملے۔ (حضرت سلطان المعظم نے ہمدردی کا تار بھیجکر قیصر سے اونکی والدہ کی خیر و عافیت دریافت کی ہے۔ وکیل)

۲۵۔ اگست۔ محاربہ چین۔ تنگ چو کے قریب جو چینی فوج مشغول کار زار ہے۔ اوسکو منتشر کرنے کے لئے سکھ اور امریکن سواروں کی فوج ۱۷۔ کو پیکن سے بھیجی گئی۔ ۱۹۔ کے معرکہ ٹنٹیسن میں ایک ہزار ایکسو انگریزی۔ جاپانی و امریکن فوج نے تین سو کو قتل کرکے باقی باکسر فوج کو بھگا دیا جاپانی و امریکن ۱۱ زخمی ہوئے۔ باہمی قرارداد سے متفقہ افواج نے ممنوع الدخل شہر پر قبضہ نہیں کیا۔ مگر ٹائمز کی رائے ہے کہ چینیوں کی کافی گوشمالی کے لئے اس شہر پر بھی یکدفعہ قبضہ کرنا واجب ہے۔ اجنبی فوجیں لگاتار تاکو پہونچ رہی ہیں۔ پیکن کے متعلق خبریں ابتک مہمل ہیں۔ ایک روسی سراسلہ مورخہ ۲۲۔ اگست میں درج ہے کہ باکسر ہنوز شہر کے جنوبی حصہ میں بجمعیت کثیر قابض ہیں اور کہ تفنگوری افواج پرنس چنگ کے زیر کمان تفصوری شہر میں۔

۲۶۔ اگست۔ محاربہ ٹرانسوال۔ جنرل بلر کی بویر سخت مزاحمت کر رہے ہیں۔ دو گورہ کمپنیاں کل غلطی سے باقی فوج سے جدا ہوکر ایک عمیق وادی میں پھنس گئیں۔ جہاں بویروں نے انکو فوراً گھیر کر دس کو قتل ۶۴ کو زخمی اور ۳۲ کو گرفتار کرلیا۔ لارڈ رابرٹس دونڈر فونٹین پھونچگئے ہیں اور جنرل کیمریو مقام بلفاسٹ پر قابض ہوگیا ہے۔ بویر متصلہ بلندیوں پر موجود ہیں جنرل فرنچ مچاڈاڈورپ کے شرقی میں حرکت کر رہا ہے۔ جنرل کیرنگٹن لارڈ میتھوان کے قریب ہے جو زیرسٹ میں ہے۔ ولایت میں سرکاری تمسکات کا بھاؤ برابر گرتا جاکر اب ۹۸ فیصدی ہوگیا ہے۔

محاربہ چین۔ ۲۶۔ اگست۔ خبر ہے کہ جاپانیوں نے تفصور چین کو پکڑ لیا ہے۔ روس نے مشرق الاقصے کے لئے ریزرو فوج کا بلانا ملتوی کردیا ہے۔ جاپانیوں نے مزید بحری فوج امواے میں اتار دی ہے۔ ہندوستانی سواروں نے جبکہ وہ پیکن سے باہر گشت کر رہے تھے۔ چار میل کے فاصلہ پر ایک چینی فوج کو مقیم پایا۔ جو بہترین چینی افسروں کے زیر کمان ہے۔ انگریزی ایرالجر سیمور نے فرنچ ایرالجر کو لکھا ہے کہ میری ہم میں فرنچ دستے نے بڑی شجاعت دکھائی تھی۔ اس خط سے فرانس والے بہت خوش ہوگئے ہیں۔ چینی گورنمنٹ نے بدوران محاصرہ اجنبی سفیروں کو بارہا دھوکہ دیکر غافل کرنا چاہا۔ مگر اوسکا کوئی داؤ نہ چلا۔ چینی یوں بہ صرف ایک مرتبہ چاول اور گھوڑی کا گوشت سفارتخانوں میں جانے دیتے رہے۔ شاہی محل کے اندرونی حصہ کی تفصیل پر جاپانی قابض ہیں مگر اندر داخل ہونے سے تاحصول اطلاعات محترمہ ہینگو۔ جرمن قونصل متعینہ پورٹ سعید (مصر) نے مارشل والڈرسی کو اوسکی گورنمنٹ کیطرف سے کئی ضروری ہدایات حوالہ کی ہیں۔ روس نے اخراجات جنگ کے لئے حاصل پرمٹ و ابکاری کو تقریباً ڈیوڑھا کردیا ہے۔ جاپانی اخبار کوریا میں جاپانی فوج بھیجے جانے پر زور دے رہے ہیں۔ گورنمنٹ مذبذب ہے۔ تاہم اوسنے ایک جنگی جہاز کوریا کے بندرگاہ گنسان کو روانہ کردیا ہے۔ روس کا جنگ چین پر ابتک ہی بہت خرچ آچکا ہے۔

(۲۸۔ اگست) خبر ہے کہ نو ہزار چینی فوج مع توپخانہ متفقہ فوج مقیمہ پیکن کا عقبی راستہ بند کرنے کے لئے شانتونگ کو گئی ہے۔ دوسری خبر ہے کہ باکسر مقام ننگ سون میں جمع ہو رہے ہیں دو ہزار جرمن فوج پیکن پہونچ گئی ہے۔

۲۷۔ اگست۔ محاربہ ٹرانسوال۔ لارڈ رابرٹس ۲۵۔ کو بلفاسٹ پہونچے۔ اور جنرل بلر کیمریو اور فرنچ سے جاملے۔ سپاہ کی صحت پہلے سے بہت اچھی ہوگئی ہے۔ جنرل ہیلٹن نے

۲۸۔ اگست۔ محاربہ ٹرانسوال۔ جنرل بلر نے اتوار کے دن جنوب مغرب سے کیمپ ٹون قلب سے اور جنرل فرنچ نے شمال کیطرف سے بویروں کی سو پجال متصلہ بلفاسٹ پر حملہ کیا۔ اور سارا دن لڑائی ہوتی رہی۔ بویروں نے پامردی کے ساتھ انگریزی حملوں کو روکا۔ اور تین بڑی اور اکثر دوسری توپوں سے مسلسل گولہ باری کرتے رہے۔ علاقہ بڑا ہی کٹھن ہے۔ انگریزی افواج رات کو وہیں شب باش ہوئیں۔ جہاں وہ شام کے وقت تھیں۔ ہمارے ۵۸ قتل ۵۸ زخمی ہوئے۔ ۲۷۔ کو بویروں نے مقام ون برگ پر تین طرفوں سے حملہ کیا۔ جنرل ہلٹن نے بویروں کو نقصان کثیر پہونچا کر پسپا کیا۔ اور انکے کمانڈر اولیور اور اسکے تین بیٹوں کو گرفتار کرلیا۔ بویروں نے جوہانز برگ اور کروگرز ڈارپ کے درمیان ۲۷ کی رات کو ریل توڑ دی۔ ۲۴۔ کو بویروں کی ایک جماعت نے ون برگ کے قریب پونے تین سو آدمیوں کے ایکدستہ پر حملہ کیا۔ جو کل صبح تک مردانہ وار مقابلہ کرتا رہا۔ اوسوقت جنرل ہلٹن مدد کو پہونچگیا۔ اور بویر ہٹ گئے۔ خنگل کو آگ لگ جانے سے جنرل براڈوڈ کے کیمپ میں بہت سامان اور قیمتی کاغذات جل گئے۔ ہیر سمتھ میں ایکسو ۶۹ بویروں نے ہتیار رکھدئے ہیں۔ گلاسگو میں طاعون کے تین کیس ہوئے ہیں۔

۲۸۔ اگست۔ محاربہ ٹرانسوال۔ بمقام بلفاسٹ جنرل فرنچ نے اتوار کو انتہائی سیرو کیطرف بویروں کو پسپا کیا۔ گارڈ فوج ایک پہاڑی پر قابض ہوئی۔ جہاں اوپر دشمن باڑھ پر باڑھ چلاتا رہا۔ مگر وہ اپنی جگہ پر قائم رہی۔ لڑائی غروب آفتاب تک جاری رہی۔ لارڈ ابرٹس موقعہ پر جاکر لڑائی کو بچشم خود دیکھتے رہے۔ ڈی وٹ ہلبرون (واقع فری سٹیٹ) کے متصل ہوگیا ہے۔ سنی کال اور بیت اللحم کے قرب وجوار میں چھوٹے چھوٹے بویر لشکر موجود ہیں۔ شمال میں بویر زیادہ بیباکی کے ساتھ یورشیں کر رہے ہیں۔ وہ ریلوے لائن کو توڑنا چاہتے ہیں۔ ڈنڈی میں انگریزی والنٹیر اچانک حملہ کے خوف سے مورچہ بند ہوگئے ہیں۔ پریسیڈنٹ سٹین پریسیڈنٹ کروگر کو جا ملا ہے۔ جنرل بلر کو بتاریخ ۲۷۔ اگست بمقام بلفاسٹ دشمن پر نمایاں فتح حاصل ہوئی۔ اوسنے بویروں کا ایک نہایت مضبوط مورچہ فتح کرلیا ہے۔ لڑائی ابھی جاری ہے۔ اس مورچہ کی فتح میں ہمارے ۴۰۔ آدمی سے زیادہ ضائع نہیں ہوئے۔ گو ہماری سپاہ کو دو میل تک ایک کشادہ موقعہ سے گذرنا پڑا۔ دشمن نے بڑی استقامت سے مقابلہ کیا۔ (۲۹۔ اگست) جنرل فرنچ نے کل لیڈن برگ کی سڑک پر بڑھکر جنرل کیرو کی پیشقدمی کے لئے راستہ صاف کیا۔ ۲۷۔ کے معرکہ فتح مورچہ میں ہماری فوج نے سنگینوں سے کام لیا۔ اور بویر آخری وقت تک مورچہ کی فصیل پر قائم رہے۔ بیس بویر جم کمانڈ اور ایک توپ کے مورچہ سے پکڑے گئے۔ جنرل بیڈن پاول اور پگیٹ پریٹوریا واپس آرہے ہیں کیونکہ گھنے جنگل میں دشمن سے مزید لڑائی کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا۔ افواہ ہے کہ مچاڈاڈرپ میں (جو بلفاسٹ کے متصل ہے) بویروں کو سخت شکست ملی ہے۔ مس چیمبرلین صاحبہ کا بیان ہے کہ کیپ ٹون کے فوجی ہسپتالوں کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ فوجی ڈاکٹر عموماً کمینہ طبقہ کے ہیں اور مریضوں کی کچھ پرواہ نہیں کرتے۔ چھ ڈاکٹروں کو میں نے بچشم خود مخمور و بدمست دیکھا۔

گلاسگو میں دو آدمی طاعون سے ہلاک ہوچکے ہیں۔ چالیس خاندان علیحدہ کیمپ میں بھیجدئے گئے ہیں

۲۸۔ اگست محاربہ چین۔ روسیوں نے مانچوریا کے ضلع کیرین پر قبضہ کرلیا ہے۔ اور چار روسی کالم اسٹ سیکار پر بڑھ رہے ہیں۔ اور بھی کئی دستے مختلف اطراف کو جارہے ہیں جو مقامات ہلکدین اور انکو اور کل صوبہ ایٹونگ پر قبضہ کرنیکے لئے بھیجے گئے ہیں۔

آجینی امرا بجز لی ہنگ چنگ کو پیکن آتے ہوئے راستہ میں بمقام ٹاکو یا شنگہائی روک لینیکا فیصلہ کیا ہے۔ جرمنی پیڑہ جہازات ہانگ کانگ پہونچگیا ہے۔ جاپانی امواے میں لگاتار فوج اتار رہے ہیں۔ اور چینی شہر سے نکلے جارہے ہیں۔ امریکن فائر یزی اگن بوٹ بھی وہاں بھیجے گئے ہیں۔ بمقام ٹاکو وغیرہ روسی اور جاپانی افواج اور افسروں میں کشیدگی بڑھتی جاتی ہے۔ روس دول کو یہ کہنے والا ہے کہ چونکہ سفیر چھڑا لئے گئے ہیں اور ہمارا بھی ارادہ تھا اب فوجیں پیکن سے واپس منگوا لیجائیں۔ جو دہ پورے سواروں کا جہاز ۲۸۔ اگست کو کلکتہ سے چین کو روانہ ہوا۔ (۲۹۔ اگست) ۲۱۔ کو روسی۔ جاپانی امریکن اور انگریزی سات پلٹنوں نے شاہی دستہ میں جو پیکن سے پانچ میل جنوب میں ہے چکر لگایا۔ وہاں ایک چینی طلیعہ بھی نملا۔ جاپانی فوج نے شاہی سرمای محل پر قبضہ کرلیا ہے۔ امواے میں حالت نازک ہوگئی ہے۔ جاپانیوں نے ایک توپ گورنر کے مکان کی سیدھ پر نصب کردی ہے۔ اور گورنر نے اجنبی افواج کے اتاری جانے پر اعتراض کیا ہے۔ (۳۰۔ اگست) تیسری ہندوستانی بریگیڈ کو ہانگ کانگ میں ٹھہرنیکا حکم دیا گیا ہے۔ فرنچ افواج شنگہائی پہونچگئی ہیں۔ اور ایک فرنچ جہاز دریا ینگسی میں گشت کررہا ہے۔ شاہ اٹلی کے قاتل کو عمر قید کی سزا ملی ہے۔ گلاسگو میں تین اور کیس طاعون کے ہوئے ہیں۔

۲۹۔ اگست۔ محاربہ ٹرانسوال۔ جنرل ہلٹن و کرنیل موہن بویر کمانڈر کروبر کی فوج کو منتشر کرنے کے بعد پریٹوریا کو واپس آرہے ہیں۔ گھنے جنگل کی لڑائی میں بویروں کا بہت نقصان ہوا۔ میفکنگ کے متصل متفرق لڑایاں ہورہی ہیں۔ ملماتی کے قریب جنرل کیرنگٹن کو کئی لڑایاں لڑنی پڑیں۔ ہمارا نقصان خفیف ہوا۔ جنرل بلر ۲۸ کو مچاڈاڈارپ پر قابض ہوگئے۔ بویروں نے خفیف مقابلہ کیا۔ پھر شمال کو ہٹ گئے۔ ہماری ایک دستہ نے ہوٹیا تک انکا تعاقب کیا۔ جہاں پہونچکر وہ ایک مضبوط موقعہ پر قائم ہوگئے۔ جنرل فرنچ نے بویروں کو ایلانڈز فونٹین سے نکالدیا ہے۔ فتح مورچہ کے معرکہ میں جنرل بلر کے ۱۲ قتل ۶۴ زخمی ہوئے۔ ہفتہ مختتمہ ۲۵۔ اگست میں ہمارے ۳۱۔ افسر اور ۲۶۱ سپاہی قتل و زخمی ہوئے۔ اور ابتدائے محاربہ سے تاریخ مذکور تک سوائے بیماروں کے جو ہسپتالوں میں ہیں کل ۴۰۵۶۱۔

کوماسی پر متحدہ انگریزی دستے متفق ہوکر آج بڑھنے والے ہیں۔

۳۰۔ اگست۔ محاربہ چین۔ انگریزی جنرل کریگ نے کل شنگہائی میں ۱۸۰۰ سو ہندوستانی ۔۔۔ مختلف یورپین اقوام کی والنٹیر اور چار سو فرنچ فوج کا جائزہ لیا۔ نائب قے زیر خارجہ انگلستان نے بیان کیا ہے کہ چین سے صرف تاوان جنگ اور تجارت کی حفاظت کی ذمہ واری و ضمانت دینے کا سطالبہ کیا جائیگا۔ پھر کہا کہ جنوبی افریقہ کے تصفیہ اور فوجی اصلاح کے لئے نئی پارلیمنٹ کی جو عالم شباب میں ہو ضرورت ہے۔ دوسو قزاقوں نے شہر کانٹن کے تاتاری حصہ کو لوٹ لیا ہے۔ ٹنٹسین اور پیکن کے مابین آمد و رفت برابر مخدوش ہے۔ باکسر ہر کاروں پر حملہ کرتے رہتے ہیں۔ خبر ہے کہ عہد و پیمان کے دوران میں اضافہ گا امریکہ پانچ ہزار فوج پیکن میں رکھیگی۔ ایک ہزار روسی اور ۶۴۰ جرمنی فوج ٹنٹسین سے پیکن کو گئی ہے۔ شنگہائی اور چیفو کے درمیان تار کا سلسلہ بچھایا جارہا ہے۔ (۳۱۔ اگست) روس نے امریکہ کو لکھا ہے کہ مقفورہ تجارت کی سلامتی کی ذمہ واری لیتے اور آئندہ مزید فساد نہ ہونے دینے کا عہد کرنے کو تیار ہے۔ امریکہ نے جواب دیا کہ اس صورت میں ہم اپنی فوج پیکن سے واپس منگوانے اور شاہی اراکین کو واپس پیکن آجانے کی اجازت دینے کو تیار ہیں۔ امواے میں ۶۰۔ انگریزی سپاہی اترے ہیں۔ امریکہ نے سفارش کی ہے کہ عہد و پیمان صلح کے لئے دول ہی ہنگ چنگ کو چین کیطرف سفیر منظور کرلیں۔ (یکم ستمبر) اول روس پھر امریکہ۔ بعد ازاں فرانس۔ اور آخر کل طاقتوں نے پیکن سے افواج واپس منگوالینا منظور کرلیا ہے۔ کیونکہ وہاں قابض رہنے کی صورت میں مزید اور نہایت خوفناک پیچیدگیاں واقع ہونیکا اندیشہ تھا۔ البتہ تاتصفیہ ٹاکو وغیرہ اہم موقعوں پر قبضہ قائم رکھا جائیگا۔

بمبئی یکم ستمبر۔ سلطان روم کی نقرئی جوبیلی کی خوشی میں بمبئی کے تمام اسلامی محلوں میں چراغاں کیگئی سارا دن بڑی خوشی منائی گئی۔ اور مسلمانوں نے متعدد موقعوں پر بڑے بڑے جلسے منعقد کرکے سلطان المعظم کی بارگاہ میں مبارکباد کے ایڈریس بھیجے جانے کے ریزولیوشن منظور کئے۔

محاربہ ٹرانسوال۔ گورنمنٹ جنوبی افریقہ کمیشن بھیجنے والی ہے کہ بخار و اسہال کے انسداد کی تدابیر کی تحقیقات کرے۔ بویروں کے پاس بمقام لوٹ گیڈ اکٹ اٹھارہ سو انگریزی اسیران جنگ تھے۔ انکو بھی ابلبوں نے چھوڑ دیا ہے۔ صرف افسروں کو بارٹن کیطرف ساتھ لیگئے ہیں۔ ان قیدیوں کے کپڑے

روز بازار پریس امرتسر میں منشی فاضل شیخ غلام محمد سپرنٹنڈنٹ مطبع کے اہتمام سے چھپا